میں سورج کی مانند (اس سے) روشن ہو رہا ہوں۔

(پر پاٹھک 2، کھنڈ 6، منتر 8)

تشریح:

(1) پیغمبر اسلام کا نام احمد (ﷺ) ہے۔

(2) آپ ﷺ کو شریعت دیے جانے کا ذکر ہے۔

(3) شریعت کے ساتھ حکمت ملنے کا بھی اظہار ہے۔

(4) اس بشارت کو دیکھتے وقت رشی آفتاب رسالت کے نور سے منور ہو رہا ہے۔

☆ ہندوؤں کی مقدس کتاب **اتھروید** میں لکھا ہے:

"کنتاپ سوکت کا پہلا منتر اسم مبارک آنحضرت ﷺ"

(بحوالہ: اتھروید)

ترجمہ: اے لوگو! یہ (بشارت) احترام سے سنو، محمد (ﷺ) تعریف کیا جائے گا، ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں میں اس ہجرت کرنے والے (امن پھیلانے والے کو) ہم (حفاظت میں) لیتے ہیں۔

(مترجمہ: پنڈت راجہ رام، پروفیسر ڈی اے وی کالج)

تشریح:

نراشنسہ یعنی لوگوں میں تعریف کیا گیا، کورم یعنی امن پھیلانے والا یا مہاجر، شیلسٹی شہر مکہ کی آبادی اس وقت ساٹھ ستر ہزار تھی، جیسا کہ ابن اثیر کامل وغیرہ میں لکھا ہے۔

ترجمہ

"اے لوگو! یہ احترام سے سنو! لوگوں میں تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا۔

اے زمین پر خوش خرامی کرنے والے بادشاہ ساٹھ ہزار نوے دشمنوں کے اکھاڑ پھینکنے والے بہادروں میں ہم پاتے ہیں"۔

(مترجمہ پنڈت کھیم کرن آلہ آبادی)

تشریح :

(1) آپ ﷺ کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔

(2) وہ شہزادہ امن ہوگا۔

(3) دشمنوں کی کثرت میں خدا اس کی حفاظت کرے گا۔

(بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

سادھوٹی ایل وسوانی تحریر کرتے ہیں:

"میں حضرت محمد (ﷺ) کو کورنش بجالاتا ہوں، وہ دُنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں، وہ ایک قوت تھی، جو انسان کی بہتری کے لئے صرف ہوئی۔ ایام سلف کی داستان کا مطالعہ کرو، تا کہ تمہیں اس کی شان وشوکت کا پتہ چلے، بادشاہ اور روحانی راہبر ہوتے ہوئے وہ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتے، وہ غائب کی آواز پر لبیک کہتے۔ اے کملی والے اُٹھ اور تبلیغ کر۔ لوگوں نے انہیں ایذا دی اور ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی، لیکن انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ وہ امن وراستی کی تلقین کرتے رہے۔ محمد (ﷺ) پیغمبر اور راہبر تھے، میں ان کے آخری الفاظ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں، ..... "مالک مجھے بخش دے اور اپنے نیک بندوں میں اٹھا"۔ تم میں سے کون ہے جو اس امر سے انکار کرے کہ وہ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ موت رکھتے ہیں۔ اسلام نے دُنیا میں رہبانیت کا خاتمہ کردیا، اسلام نے دختر کشی کی رسم کو بند کردیا، اسلام نے اپنے شیدائیوں پر اُمّ الخبائث (شراب) کو حرام کردیا، اسلام نے ہمت، شجاعت اور بردباری کی تعلیم دی، اس زمانے میں جب کہ یورپ علم وحکمت سے بے بہرہ تھا۔

چین کے مسلمان علم وادب کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر گمراہ لوگوں کو راہِ راست دکھلا رہے تھے۔ وہ ادویات، ریاضیات، کیمیا، تاریخ اور فلسفہ میں اپنا ہمعصر نہ رکھتے تھے۔ ہندوستان کی گردن اسلام کے احسانوں سے دبی ہوئی ہے۔ ہندوستانی فلسفہ شعر وسخن اور فن تعمیر کو اسلام نے چار چاند لگا دیئے۔ تاج محل اقلیم تعمیر کا شہنشاہ ہے۔ اسلام حریت واخوت کا داعی ہے، غلامی کے خلاف سب سے پہلے (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جہاد کیا جبکہ انہوں نے فتح یروشلم پر تمام غلام رہا کر دیئے"۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے حضور مشہور ومعروف ہندو شاعر جگن ناتھ آزادؔ نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں:

خلیق آئے، کریم آئے، رؤف آئے، رحیم آئے
کہا قرآن نے جس کو صاحبِ خُلق عظیم آئے
بشر بن کر جمالِ اوّلین (ﷺ) آئے
متاعِ صدق لے کر صادق الوعد و امین آئے
وہ آئے جن کو کہئے فخرِ آدمؑ، ہادی اکرمؐ
وہ آئے جن کو لکھئے زندگی کا محسنِ اعظم
تجلی عام فرماتے ہوئے شمس الضحیٰ آئے
امام الانبیاء آئے محمد مصطفیٰ (ﷺ) آئے
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلینؐ آئے
سحاب رحم بن کر رحمۃ للعالمینؐ آئے

سبحان اللہ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے حضور مشہور ہندو شاعر

لالہ لال چند صاحب نے اِن الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے:

نغمہ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
ربِّ بے مثل کا دُنیا میں بٹھا کر سکہ
پڑ گئے ماند سبھی شرک خودی کے اختر
مہر توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے
جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق
مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے
باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا
اُنس و الفت کا سبق اُن کا پڑھایا تو نے
خوابِ غفلت پڑے سوئے تھے مکی مدنی
لب اعجاز سے قم کہہ کر اُٹھایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاکِ ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے
کردیا اک شہنشاہ و گدا کا رُتبہ
اُونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تو نے
دخترِ حارث غمگین کو رہائی بخشی
قید پُر غم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے

کیوں نہ قربان مسلمان تیرے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے
گنبد و سقف فلک گوش زمیں گونج اُٹھے
نعرہ توحید الہ جو لگایا تو نے

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے حضور ہندوستان کے مشہور و معروف ہندو شاعر پنڈت ہری چند اختر اپنی نظم:

"اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"

کے ذریعے نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں:

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصر کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا
کہہ دیا لا تقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کردیا
آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بال کر دیا

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

ہندو پنڈت جانتے ہیں کہ یگ بدلنے کا وقت آ گیا ہے، کل یگ (دورِ تاریکی) وداع ہو رہا ہے اور ست یگ (نورانی دَور) آ رہا ہے، پھر تاریخ اپنے آپ کو دُہرائے گی اور جہاں سے شروعات ہوئی تھی، وہیں اختتام ہوگا۔ پورا ہندوستان اسلام قبول کرلے گا، گہری نیند سے بیدار ہونے کا وقت سر پر آ گیا ہے۔

(بحوالہ: دُنیا جنگوں کے دہانے پر)

میری اہل ہنود (بہنوں اور بھائیوں) سے اپیل ہے کہ خدارا! اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور کالکی اوتار، پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئیں، کیونکہ یہی دُنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

باب نمبر 22

رحمۃ للعالمین ﷺ اور بُدھ مت

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ دُنیا میں مذاہب کی تقسیم دو مستقل حصوں میں موجود ہے، ایک آسمانی مذاہب ہیں جن کے پیروکار اب تو صرف دین ابراہیمؑ کی وراثت کے مدعی ہیں اور ان میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے نام لیوا پائے جاتے ہیں، دوسرے وہ مذاہب ہیں جو مختلف روحانی یا اخلاقی شخصیات کی تعلیمات کے پیروکار ہیں، جن میں ہندومت، جین مت، تاؤمت، شنٹوازم، پارسی مذہب، سکھ اور بُدھ مت وغیرہ شامل ہیں۔

بدھ مت مذہب کی تعلیم میں صدق وعقیدت، صدق وارادت، راست گوئی، راست بازی، حلال روزی، عزم صمیم، سچی توجہ اور صادق تصور شامل ہیں۔ بدھ مت کی تعلیمات کے مطابق کہا جاتا ہے کہ نروان اپنے جذبات کو مٹا دینے، اپنی خواہشات اور تمام دنیاوی تعلقات کو ترک کر دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مذہب رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ (بحوالہ: اسلام اور مذاہب عالم)

اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کے اندر استعدادیں اور خوبیاں رکھی گئی ہیں۔انسان کے ذمہ ہے کہ جس خالق و مالک (اللہ وحدہٗ لاشریک) کی زمین پر وہ رہتا ہے، جس کے آسمان تلے چلتا پھرتا ہے، جس کا دیا ہوا رزق کھا رہا ہے، صرف اسی ''ربّ العالمین'' کی عبادت کرے، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یعنی ''حقوق اللہ'' کو پورا کرے اور اپنے بیوی ، بچوں ، انسانی معاشرت اور تمدن کے تمام حقوق ، جنہیں ''حقوق العباد'' کہا جاتا ہے ، پورے کرے، نیز اللہ تعالیٰ نے جو جذبات انسان کے اندر ودیعت کئے ہیں، ان کو فنا کرنا اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے، کیونکہ یہ عمل فطرت کے خلاف بغاوت ہوگا۔فطری مذہب وہی ہوسکتا ہے جو تمام انسانی جذبات کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی تعلیم دے، اسی وجہ سے ''اسلام'' کو دین فطرت کہا جاتا ہے۔

الحمدللہ! یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمام مذاہب میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو جذباتِ انسانی کو قدر و منزلت سے دیکھتا ہے اور ان کی صحیح سمت کو آبیاری کی تعلیم دیتا ہے اور یہ تعلیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید اور رحمۃ للعالمین ، پیغمبر اسلام ، حضرت محمد ﷺ کی سُنّت کی شکل میں اقوام عالم کے سامنے موجود ہے، اسی لئے خالق کائنات نے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے جو دین (زندگی گزارنے کا طریقہ) پسند فرمایا ہے، وہ ''اسلام'' ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی غیر آسمانی مذہب کے روحانی پیشوا بھی انتہائی قابل عزت ہیں اور ان کی عبادت گاہیں قابل احترام ہیں۔تمام مذاہب حقہ میں رحمۃ للعالمین ، پیغمبر اسلام ، حضرت محمد ﷺ کی بشارتیں موجود ہیں۔مہاتما بدھ نے بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں بشارت دی ہے:

☆ مہاتما بدھ کی ایک پیشگوئی میتیا (Metteyya) کی آمد پر مشتمل ہے، چنانچہ ''چکا وتی سنگھنا ڈ سنتا ڈی ۷۶:۳ میں لکھتا ہے:

ترجمہ

''بھائیو! اس وقت دُنیا میں ایک اعلیٰ ہستی مبعوث ہوگی، اس کا نام برگزیدہ میتیا ہوگا، کامل معرفت والا، حکمت، نیکی اور سرور مطلق والا، تمام عالمین کا عالم بے نظیر، ہدایت کے متمنی لوگوں کا ہادی، ملائکہ اور انس کا معلم، ایک بدھ اعظم جیسا میں اس وقت ہوں، وہ خود کامل طور پر جانے گا اور دیکھے گا، گویا کہ یہ کائنات اس کی روبرو اپنی ساری ارواح عرفات جنات وشیاطین، برہمنوں، کشتریوں، ویشوں کے ساتھ موجود ہے، جیسا کہ میں برای العین اسے دیکھ اور جان رہا ہوں، صداقت اپنی اصل پیاری کامل اپنی اُٹھتی ہوئی خوبصورتی میں ہوگی اور اعلیٰ زندگی کی معرفت مع اپنے کمال وصفائی اصلی روح الفاظ دونوں کی وساطت سے ظاہر کی جائے گی، جیسا کہ اب میں ظاہر کرتا ہوں، اس کے ساتھ ہزاروں صحابہ کی جماعت ہوگی جیسا کہ میرے ساتھ سو کی جماعت ہے''۔

(بدھ کی کتب مقدسہ جلد ۴ صفحہ ۷۳، ۷۴)

تشریح:

(۱) میتیا، میتر یبا کے معنی سنسکریت لغت میں مہربان، دوست یا رؤف الرحیم کے ہیں۔

(سنسکریت ڈکشنری مؤلفہ مونیز ولیم، صفحہ ۱۸)

(۲) بودھی ستو کا نام اور آئندہ آنے والے بدھ کا نام جو موجودہ دورِ عالم کا پانچواں بدھ ہوگا۔
(بدھ ازم مذکور صفحہ ۱۸۱)

(۳) یہ لفظ میتری سے ہے، جس کے معنی دوستی، خیر خواہی کے ہیں۔

(۴) معلم محبت ہے، رحمۃ للعالمین ﷺ

(۵) پالی لغت میں اس کے معنی دوستی، رحم، رحمت، محبت، شفقت، ہمدردی، مخلوق کی خیر خواہی ہیں۔ (پالی ڈکشنری مصنفہ ولیم سٹیڈ)

اس پیشگوئی میں میتیا کے معنی مہربان دوست رؤف الرحیم ہیں۔ قرآن مجید نے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو اس صفت کا حامل قرار دیا ہے، جس کی شہادت آپ ﷺ کی سوانح زندگی میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں خداوندی ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

(الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(سورہ التوبہ: ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس ایک پیغمبر (ﷺ) آئے ہیں، تمہاری ہی جنس میں سے، جو چیز تمھیں مضرت پہنچاتی ہے اُنھیں بہت گراں گزرتی ہے، تمہاری (بھلائی) کے حریص ہیں، ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق ہیں، مہربان ہیں۔

میتیا کے دوسرے معنی معرفت، حکمت، نیکی و علم، تعلیم و ہدایت میں کمال رکھنے والے کے ہیں۔ یہ تمام صفات رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

☆ قرآن مجید کے بارے میں مہاتما بدھ کے اصل الفاظ کا ترجمہ کتب مقدسہ جلد ۴، صفحہ ۱۴۷ پر یوں دیا ہے:

پیغام حق اپنی دلنواز تکمیل اور روز افزوں خوبصورتی میں حافظ اور حروف دونوں میں شائع کیا جائے گا۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

تشریح:

اس ایک جملہ میں قرآن مجید کے اکثر خصائص بیان کر دیے ہیں، جو دُنیا کی کسی کتاب کو معتبر نہیں۔

(1) وہ پیغام حق ہے۔

(2) قلوب پر اثر انداز ہونے والا ہے۔

(3) اس کی صداقت روز بروز کھل کر سامنے آئے گی۔

(4) حفاظت سے سینوں میں محفوظ رہے گا۔

(5) احاطہ تحریر میں آ کر اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہو جائے گا۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب عرب کی فضا میں فسق و فجور، بدکاری اور اخلاقی ضعف کے بادل منڈلاتے دیکھے تو اپنے بستر راحت سے اُٹھ کر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے رو رو کر دُعائیں مانگتے۔ بالآخر وہ دن آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے کندھوں پر دعوت الی اللہ کی ذمہ داری ڈال کر میدانِ عمل میں اترنے کا حکم دیا۔ اس حکم خداوندی کے تحت

آپ ﷺ نے دن رات ایک کر کے لوگوں کو فسق و فجور اور گناہوں کی دلدل سے نکالا۔ آپ ﷺ کو جہاں مختلف چیزوں کی پیشکش کی گئیں، وہاں آپ ﷺ کو بادشاہت کی بھی پیشکش کی گئی، لیکن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے عظیم مقصد کے سامنے تمام پیشکشوں کو ٹھکرا دیا۔ آپ ﷺ کو تبلیغ حق کی خاطر طرح طرح کی تکالیف بھی پہنچائی گئیں، لیکن آپ ﷺ نے ان کو برداشت کیا۔

الحمدللہ! آپ ﷺ کی مساعی جمیلہ سے ایسا انقلاب آیا کہ سارا عالم امن و سلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ انسانیت کو صحیح زندگی گزارنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات میں دین و دُنیا کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ انسان حقیقی خوشگوار زندگی سے لطف اندوز ہو سکتا ہے، جس سے انسانیت دُنیا و آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر آج بھی انسانیت رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کے طریقوں کے مطابق عمل پیرا ہو جائے تو دنیا میں حقیقی چین و سکون حاصل کیا جا سکتا ہے اور دُنیا جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

میری اہل بدھ مت (بہنوں اور بھائیوں) سے اپیل ہے کہ خدا را! اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئیں، کیونکہ یہی دُنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

باب نمبر 23

رحمۃ للعالمین ﷺ اور مجوس

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل واکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

زرتشتی مذہب، جسے عوام پارسی مذہب کے نام سے جانتے ہیں، ایران کا قدیم مذہب ہے، اس مذہب کو آتش پرست اور مجوسی مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ان کی مذہبی کتب ژندی اور پہلوی دو زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔قدیم ایرانیوں کی مذہبی کتاب میں دو دفتر اہم ہیں۔ایک کا دساتیر اور دوسرے کا اوستا یا ژنداوستا نام ہے۔ ان کتب کے دو حصے ہیں۔

- اوّل: خورد دساتیر اور کلاں دساتیر
- دوئم: خورد اوستا اور کلاں اوستا

(انہیں دو کو ژند اور مہا ژند کہتے ہیں)

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

زرتشت مذہب میں رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بشارتیں موجود ہیں۔زرتشت مذہب کی کتاب ژنداوستا میں ہے:

جناب زرتشت کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے ژند اوستا کی کتاب ژند اوستا فروردیں،

یشت ۱۳ میں فرمایا:

اس کا نام فاتح مہربان اور اسی کا نام "استوت اریتا" یعنی تعریف کیا گیا یا محمد (ﷺ)

ہوگا، وہ رحمت کا مجسمہ ہوگا وہ تمام جہاں کے لئے رحمت ہوگا، وہ حاشر ہوگا،

اس لئے کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے تمام لوگوں

کی ہلاکت کے خلاف مبعوث ہوگا، وہ مشرک لوگوں اور ایمان دار

لوگوں کی اصلاح کرے گا، یعنی مشرکین،

بت پرست اور زرتشی مذہب کے پیروؤں

کی بدیوں کی اصلاح کرے گا۔

(جیمس ڈارمیٹر مترجم ژند استا کا اس آیت پر نوٹ فروردین، یشت ۲۸، آیت ۱۲۹)

تشریح:

دُنیا میں ایک ہی عظیم الشان رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ ہوئے ہیں۔ جن پر یہ پیشگوئی لفظ بہ لفظ صادق آتی ہے۔ وہ تمام صفات جو اس بشارت میں بیان کی گئی ہیں، وہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کا فاتح مہربان ہونا، فتح مکہ کے دِن ظاہر ہوا۔ اپنے خونخوار دُشمنوں کو **لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ** کہہ کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ کا نام گرامی محمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا، جبکہ آپ ﷺ سے قبل تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف اپنی اپنی قوم کے لئے رحمت تھے۔ آپ ﷺ کا حاشر ہونا یعنی آپ ﷺ کے قدموں پر دُنیا کی تمام قوموں کا اکٹھا

ہونا، بت پرستوں کی اصلاح کرنا، یہ صرف رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی خصوصیات ہیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ شانہٗ نے روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ

وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(آلِ عمران: ۸۵)

ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا، وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

میری اہل مجوس (بہنوں اور بھائیوں) سے اپیل ہے کہ خدا را! اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئیں، کیونکہ یہی دُنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

باب نمبر 24

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ اقدس میں

غیر مُسلم مشاہیر عالم کا نذرانہ عقیدت

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

الحمدللہ! رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت پر جب آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ رکھا تو لوگوں نے کہا کہ اے عبدالمطلب آپ نے اپنے پوتے کا عجیب نام رکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں، میرا یہ بیٹا بڑی شان والا ہوگا، تمام جہان اس کی تعریف کرے گا۔

ذرا غور فرمائیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ سے محبت ہمارے عقیدے کا لازمی جزو ہے، آپ ﷺ کے ساتھ محبت اور چاہت رکھے بغیر کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہوسکتا، ہم اگر ایسا کرتے ہیں تو مذہبی عقیدت کے تحت اور اخروی نجات کے لئے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی فضیلت اور عظمت کو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ان میں یورپ کے عیسائی بھی ہیں، ہندوستان کے ہندو سکھ بھی اور بدھ بھی شامل

ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کے ساتھ کوئی مذہبی وابستگی نہیں، ان کی عقیدت کی بنیاد آپ ﷺ کے بارے میں تحقیق اور مطالعہ ہے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو جس زاویے سے بھی پرکھا، کامل پایا اور بالآخروہ اس کا برملا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اس سلسلے میں چند غیر مسلم مشاہیر عالم کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباسات ذیل میں دیئے جا رہے ہیں، جنہوں نے اپنی تصانیف میں رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں، آپ ﷺ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

جارج برنارڈ شا

جارج برنارڈ شا لکھتے ہیں:

"اگر کسی مذہب کو ایک سو سالوں میں صرف انگلینڈ پر ہی نہیں بلکہ تمام یورپ پر مسلط ہونے کا موقع مل سکتا تو یہ صرف اسلام ہی ہے۔ میں نے ہمیشہ حضرت محمد ﷺ کے مذہب کو نہایت قدر واحترام سے دیکھا ہے کیونکہ یہ مذہب مضبوط بنیادوں پر استوار ہے اور یہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں اہلیت ہے کہ جدید عصری تقاضوں سے عہدہ برآ ہو کر ان سے ہم آہنگ ہو سکے اور ہر دَور کے لوگوں کے لئے قابل قبول ہو، مجھے کامل یقین ہے کہ اگر حضرت محمد ﷺ جیسی کوئی شخصیت آج اِس دَورِ جدید میں تمام دُنیا پر حکمران ہو جائے تو وہ تمام دُنیا کے مسائل ومشکلات کو ایسے طریقے سے حل کر دے کہ تمام عالم میں امن اور خوشحالی کا دَور دورہ ہو جائے"۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"عیسائی راہبوں نے جہالت وتعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی، انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو اچھے الفاظ میں

یا دنہیں کیا، میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

مسٹر ڈی رائیٹ

برطانیہ کے معروف صحافی اور مصنف مسٹر ڈی رائیٹ حضور اقدس ﷺ کو ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

"حضرت محمد (ﷺ) اپنی ملت اور قوم کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ابر رحمت تھے۔ آپ (ﷺ) نے بے انتہا کوشش کر کے ذات پات کے فرق کو ختم کر دیا۔ آج مسلمانوں میں ذات، پات اور رنگ و نسل کا امتیاز نظر نہیں آتا، یہ آپ (ﷺ) ہی کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج تک کسی شخص نے آپ (ﷺ) سے بہتر احکام خداوندی کی تعمیل نہیں کی اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ان کے دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مشن کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کیا"۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

ڈریپر

ڈریپر لکھتا ہے:

"تمام مشاہیر عالم میں صرف حضرت محمد ﷺ ہی ایک ایسی ہستی ہیں، جنہوں نے سب سے زیادہ بنی نوع انسان کی زندگیوں کو متاثر کیا"۔

(بحوالہ: بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

ڈاکٹر ایسٹن

سبحان اللہ! معروف مصنف ڈاکٹر ایسٹن ، اپنی تالیف 'حیات رسول پاک ﷺ' LIFE OF THE HOLY PROPHET میں لکھتے ہیں:

''اے شہر مکہ کے رہنے والے!

اے آباؤاجداد کے عزوشرف کو زندہ کرنے والے!

اے سارے جہاں کو غلامی کی لعنت سے نجات دلانے والے!

دنیا آپ (ﷺ) پر فخر کررہی ہے اور خدا کی اس نعمت کا شکرادا کررہی ہے۔

اے ابراہیمؑ خلیل اللہ کی اولاد!

اے وہ کہ جس نے دنیا کو اسلام کی نعمت بخشی!

تمام لوگوں کو متحد کردیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔

اے وہ کہ جس نے انما الاعمال بالنیات کی تعلیم دی،

ہم آپ (ﷺ) کے بے حد شکر گزار ہیں اور احسان مند ہیں''۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

میجر اے اے جی لیونارڈ

میجر اے اے جی لیونارڈ لکھتا ہے:

''اگر روئے زمین پر کوئی ایک شخص ایسا گزرا ہے، جس نے تہِ دل سے خداتعالی کی اطاعت کی اور انتہائی خلوص نیت سے اپنی تمام زندگی خدا تعالی کی رضامندی کے حصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے گزاری تو ایسا شخص یقیناً پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ تمام بنی نوع انسان میں آنحضرت ﷺ نہ صرف عظیم ترین انسان تھے، بلکہ صادق ترین بھی تھے''۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

تھامس کار لائل

تھامس کارلائل لکھتا ہے:

''حضرت محمد ﷺ صداقت ووفا شعاری کے پتلے تھے اور اپنے افکار، اقوال و اعمال میں صادق تھے''۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

تھامس کارلائل مزید لکھتا ہے:

''عرب ایک گڈریا قوم تھی، جو ابتدائے عالم سے صحرا نوردی اور خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے، کسی فاتح نے کبھی بھی اس بنجر علاقہ کو اس قابل ہی نہیں سمجھا تھا کہ اس کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کرے۔ سکندر اعظم، سلاطینِ ایران و روم کسی نے بھی اس علاقہ پر دوسری نظر نہیں ڈالی اور بلا التفات پاس سے گزر گئے، یہ علاقہ دُنیا میں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر شمار ہوتا تھا اور ہر نامور فاتح اس علاقہ کو فتح کرنا محض بے سود اور اپنے لئے بوجھ اور مصیبت تصور کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس علاقہ میں ایک عظیم پیغمبر، حضرت محمد ﷺ مبعوث فرمایا، اس کا پیغام ایسا تھا کہ ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا اور وہ اس پر ایمان لے آئے۔ بس پھر کیا تھا، آن کی آن میں یہ لوگ بن گئے اور ایک صدی کے اندر اندر دہلی سے غرناطہ تک ان کا پرچم اسلامی لہرانے لگا اور عربوں کی جرأت، شان و شوکت، ذہنی و ثقافتی کارنامے دُنیا کے بڑے حصے پر چھا گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے پیغام سے سیاہ ریت، دھماکہ خیز بارود ثابت ہوئی اور آن کی آن میں غرناطہ سے دہلی تک اس انقلاب آفریں ایمان کے شعلے آسمان تک بلند ہو گئے''۔

''افضلُ المُرسلین صَلّی اللّٰہُ علیہ و آلہٖ وَسَلّمْ''

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

پروفیسر ایچ جی ویلز

نامور انگریز مؤرخ Professor H. G. Wales اپنی تالیف تاریخ کا ایک خاکہ "AN OUTLINE OF HISTORY" میں لکھتے ہیں:

پیغمبر اسلام (ﷺ) کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جو آپ (ﷺ) کو سب سے زیادہ جانتے تھے، وہی آپ (ﷺ) پر سب سے پہلے ایمان لائے، آپ (ﷺ) نے ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی، جس میں ظلم اور سفا کی کی کوئی گنجائش نہیں تھی"۔ (بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

ایمل ڈرمنگھم

ایمل ڈرمنگھم لکھتا ہے:

"آنحضرت (ﷺ) کا اخلاص اور آپ (ﷺ) کی نیک نیتی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ آپ (ﷺ) کے ذہن میں کبھی بھی ایک لمحہ کے لئے یہ خیال نہیں آیا کہ اپنے مقصد کے لئے اپنے الفاظ کو سامعین کے عقائد و افکار کی رعایت سے ان کے اذہان کے مطابق کریں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے کبھی بھی نرم (کمزور) الفاظ استعمال نہیں کئے۔ آپ ﷺ کا شاندار پیغامِ اسلام ہمیشہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا، جو سادہ اور مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہوتے تھے"۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

پروفیسر لیک

مغربی دانشور پروفیسر لیک تحریر کرتے ہیں:

"محمد (ﷺ) کی تعریف میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ آپ (ﷺ) یتیموں،

مسافروں، غریبوں اور بے کسوں کے لئے حقیقی رحمت اور نعمت تھے"۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

پروفیسر چیتین ذت

سبحان اللہ! معروف ہندو ماہر تعلیم پروفیسر چیتین ذت رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ رحمت میں لکھتے ہیں:

"اے پاک محمد (ﷺ) میں آپ (ﷺ) کے قدموں پر قربان جاؤں، اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو قبائل عرب پر رحمت کا نزول کیسے ہوتا، حق تو یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کل کائنات کے لئے رحمت بن کر آئے"۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

جے یو ایچ سٹو ھارٹ

جے یو ایچ سٹو ھارٹ لکھتا ہے:

"اسلام میں غرباء کی امداد، یتیم کے ساتھ انصاف اور محتاج مسافر کی خبر گیری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ والدین سے محبت اور ان کا ادب و احترام، ایفائے عہد، صحیح اوزان کا استعمال ہر مومن کے فرائض میں شامل ہیں۔ اسلام میں کھلے دل سے خرچ کرنا جائز ہے، لیکن فضول خرچی منع ہے۔ آنحضرت (ﷺ) نے واضح طور پر یہ پیغام دیا ہے کہ آخرت میں ہر شخص کے الفاظ و خیالات کا ہی نہیں بلکہ (ہر چھوٹے بڑے عمل) حتیٰ کہ نظر کا بھی محاسبہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے وضاحت سے فرمایا ہے کہ ہر مومن پر فرض عین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور خدا تعالیٰ کو ہمہ جا، موجود جان کر اس کے سامنے ادب سے چلے"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

جانسن

جانسن لکھتا ہے:

’’حضرت محمد (ﷺ) نے حکومتِ الٰہیہ کا جمہوری تصور دُنیا کے سامنے پیش کیا اور آپ (ﷺ) کے پیش کردہ مذہب اسلام کے اصول تمام دُنیا کے لئے ہمہ وقت اور ہمہ جا قابل قبول عمل ہیں۔ ان اُمور کے علاوہ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی و خیر خواہی آپ (ﷺ) کے پیغام کو دَورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ بنا دیتی ہے‘‘۔(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

سٹینلے لین پول

سٹینلے لین پول لکھتا ہے:

’’خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ اور خدا تعالیٰ کے احکامات کے سامنے اپنی نفسانی خواہشات کو مٹا کر ان احکامات الٰہیہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، یہ تعلیماتِ اسلام کی روح اور مذہب اسلام کا خلاصہ اور مغز ہے۔ پیغام اسلام کی یہی وہ صداقتِ ابدی ہے جس کے لئے آنحضرت (ﷺ) نے اپنی زندگی وقف کر دی، جس کے لئے آپ ﷺ جئے اور جس کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت کئے اور آخر میں کامیاب ہوئے‘‘۔(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

سٹینلے لین پول مزید لکھتا ہے:

’’اہل مکہ آپ (ﷺ) کے جانی دشمن تھے، مگر جب آپ (ﷺ) ایک فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے تو آپ (ﷺ) نے سب کو معاف کر دیا، ایسی فتح اور ایسے پاکیزہ فاتحانہ داخلہ کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی‘‘۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

لا مارٹن (فرانسیسی مؤرخ)

لامارٹن لکھتا ہے:

''حضرت محمد (ﷺ) کا مذہب ابہام سے پاک ہے اور قرآن خدا تعالٰی کی وحدانیت کی شاندار شہادت ہے''۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

لامارٹن مزید لکھتا ہے:

''حضرت محمد ﷺ فلاسفر، مقرر، پیغمبر، قانون ساز، بہادر سپہ سالار سبھی کچھ تھے۔ آپ ﷺ نے عالمی سطح پر مروجہ افکار و خیالات کو مفلوج و مفتوح کر کے ان کی جگہ ایسے عقائد کو رائج کیا جو عقلِ سلیم کے مطابق تھے، قابل قبول تھے اور بُت پرستی سے پاک تھے۔ آپ ﷺ دُنیا میں 20 عظیم اسلامی سلطنتوں اور عظیم روحانی سلطنت کے بانی تھے۔ اگر آپ ﷺ کی عظمت کا اندازہ دُنیا کے تمام مروجہ معیاروں سے لگایا جائے، جن سے کسی شخص کی عظمت کو پرکھا جائے تو انسان لاچار ہو کر یہ پوچھنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

''کیا دُنیا میں کوئی شخص اس عظیم ترین ہستی (ﷺ) سے بھی بڑا ہو سکتا ہے؟
ہرگز نہیں''

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

کلارکس

کلارکس لکھتا ہے:

''حضرت محمد (ﷺ) نے دُنیا کے سامنے جو مذہب اسلام پیش کیا، اس کی

نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تمام عالمی مذاہب کی وہ شاندار امتیازی خصوصیات جو انسانی عقل اور باطنی القاء والہام کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں، وہ وجہ تمام کی تمام مجموعی طور پر کلیۃً اسلام میں پائی جاتی ہیں"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

جارج ریواری

جارج ریواری لکھتا ہے:

"اسلام اس دُنیا کے لئے پیغام نجات وسعادت تھا، جو جسمانی اور ذہنی مصائب میں مبتلا تھی اور دوسروں کی غلامی نے جسے چکنا چور کر رکھا تھا۔ اس نے عدل و انصاف کے عصر جدید کا اعلان کیا، جس عالمگیر حکومت کی بنیاد اسلام نے رکھی ہے، اس میں نسلی امتیاز کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس کا ایک قانون تھا، سب کے لئے یکساں عدل اور محبت۔ اس حقیقت کبریٰ کو جتنی مرتبہ دُہرایئے، کم ہے۔ پیغمبر اسلام، حضرت محمد (ﷺ) نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کا پیغامبر تھا، جس نے اس دُنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا، بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کا معلم تھا، جس کی نظیر تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی تھی"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

سر ولیم میور

سر ولیم میور اپنی کتاب (Life of Muhammad) میں تحریر کرتا ہے:

"ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ تعلیم نبوی (ﷺ) نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لئے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا، جو صدیوں سے اس ملک پر چھا رہے تھے۔ بت پرستی خارج البلد ہوگئی۔ توحید اور خدا

کی موجودہ رحمت کا تصور محمد (ﷺ) کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کے اعمال میں جاگزیں ہوگیا۔ معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی۔ ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان، حرمتِ خمر، سب جوہر نمودار ہوگئے۔ امتناعِ شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی''۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

مسٹر گاندھی

نامور ہندو لیڈر مسٹر گاندھی لکھتے ہیں:

''کسی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا ایسا جامع اور مکمل پیغام نہیں سنایا، جیسا کہ پیغمبر اسلام (ﷺ) نے سنایا، میں اُن کی تعلیمات کو دیگر پیشواؤں کی تعلیمات سے بہتر سمجھتا ہوں''۔ (بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

شری ونکٹار تنام

شری ونکٹار تنام، مدراس (بھارت) کے رہنے والے معروف فاضل تحریر کرتے ہیں:

''دنیا پر جتنا احسان حضرت محمد (ﷺ) کی ذاتِ مبارک نے کیا، کسی اور انسان نے نہیں کیا''۔ (بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

ریو سبٹیننس

ریو سبٹیننس لکھتا ہے:

سب سے پہلے اس حقیقت کا بلا تکلف اعتراف کر لینا چاہئے کہ اپنی قوم کے لئے محمد (ﷺ) کی ذات بڑے احسانات کی موجب تھی۔ وہ اس ملک میں پیدا ہوئے، جہاں سیاسی تنظیم، معقول عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے کوئی آشنا نہ تھا۔ انہوں نے تین چیزیں پیدا کر دیں، انہوں نے اپنی ذہانت سے بیک وقت سیاسی

حالت، غلط عقائد اور ضابطہ اخلاق کی اصلاح کر دی۔ انہوں نے مختلف قبائل کی جگہ انہیں ایک قوم بنا دیا، مختلف دیوتاؤں اور آقاؤں کی جگہ ایک خدا کی تعلیم دی اور بڑی بڑی معیوب اور قبیح رسومات کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دیا۔ جوں جوں اسلام اپنے قدم عرب کی سرزمین سے باہر رکھتا گیا، کئی وحشی قومیں جنہیں اس نے اپنی آغوش میں لیا، نعمائے اسلام کی وارث بنتی چلی گئیں۔ اسلام (نوع انسانی کے لئے) برکات کا موجب، تاریکی سے نور اور شیطان سے خدا کی طرف رجوع کا باعث ہے۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

مانگ تونگ

بدھ مت مذہب کے معروف پیشوا جناب مانگ تونگ لکھتے ہیں:

”حضرت محمد (ﷺ) کا ظہور نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا، ہم بدھ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں“۔

(بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

پروفیسر رام دیو

پروفیسر رام دیو (انڈیا) جو کہ ویدک میگزین کے ایڈیٹر بھی تھے، رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں تحریر کرتے ہیں، جسے بعد میں اخبار پرکاش (بھارت) نے بھی شائع کیا:

چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی..... لیکن دُنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا کہ حضرت محمد (ﷺ) نے اس قوم میں جان ڈال دی۔ حضرت محمد (ﷺ) نے انہیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کو مانو۔ شروع میں حضرت محمد (ﷺ) کے صرف 30 معاون و مددگار تھے، ان کی جاتی (قوم) قریش، ان کی سخت مخالف تھی،

یہاں تک کہ آخر کار انہیں مکہ کو چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے حضرت محمد (ﷺ) نے ان میں جادو کی بجلی بھر دی، مہاراجوں میں نہیں بھری تھی بلکہ تمام لوگوں میں اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی، اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے، حضرت محمد (ﷺ) نے عرب میں کس قسم کا وشواس (یقین) بھر دیا تھا، اس کی ایک مثال سنئے!

''ایک غلام جو مسلمان ہو چکا تھا، اُس کا آقا دھوپ میں بٹھا کر، اُس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا، بتا تو محمد (ﷺ) کو چھوڑے گا یا نہیں؟
لیکن..... غلام صاف انکار کرتا ہے''۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

سوامی برج نرائن جی

معروف ہندو فاضل سوامی برج نرائن جی، رحمۃ للعالمین ﷺ کو سراپا رحمت تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سب سے پہلی چیز یہ کہ خدا نے پیغمبر اسلام (ﷺ) کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس کائنات میں عالمِ انسان، عالمِ حیوان، عالمِ نباتات اور عالمِ جمادات سب شامل ہیں''۔ (بحوالہ: رسول رحمت ﷺ)

مائیکل ایچ ہارٹ

امریکی ماہر فلکیات اور ریاضی دان مؤرخ ہے، اس نے اپنی ایک کتاب میں دُنیا کے چوٹی کے ایک سو (100) قائدین ومشاہیر عالم، جنہوں نے تاریخ عالم کو متاثر کیا ہے، کے بارے میں اُن کی اہمیّت کے لحاظ سے ترتیب وار فہرست بنائی

ہے۔ اس مؤرخ نے ان قائدین میں اوّل نمبر پر پیغمبرِ اسلام "حضرت محمد ﷺ" کا اسمِ مبارک لکھا ہے، حیرت ہے کہ عیسائی ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام تیسرے نمبر پر لکھتا ہے۔ (بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

جیولیز ماسر مین

جیولیز ماسر مین جو کہ ایک امریکی ماہر علم النفس ہے اور مذہب کے اعتبار سے یہودی ہے، ٹائم میگزین پندرہ جولائی **1947**ء کے خصوصی سیکشن "**ہمارے رہنما کہاں ہیں**؟ میں دُنیا کے تمام بڑے بڑے نامور تاریخی قائدین کا تجزیہ کیا ہے اور بالآخر لکھتا ہے:

"حضرت محمد (ﷺ) دُنیا میں عظیم ترین ہستی ہیں"۔

حیرت ہے کہ جیولیز ماسر مین یہودی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت محمد ﷺ کے بعد دوسرے نمبر پر شمار کرتا ہے"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

الحمد للہ !

غور کا مقام ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اسلام کا کلمہ نہیں پڑھا اور محض علم برائے علم کی خاطر اس ہستی بے مثال، پیغمبرِ اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا تو وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اس انسان کامل کی زندگی کا ہر ورق آفتاب و ماہتاب سے بھی زیادہ تابندہ و درخشندہ ہے اور جب بھی دُنیا کی اہم شخصیات کا ذکر کیا گیا تو رحمۃ للعالمین، پیغمبرِ اسلام، حضرت محمد ﷺ کو سرِ فہرست رکھا گیا۔

الحمد للہ ! دین اسلام، اللہ تبارک و تعالیٰ کی اُس ہدایت کا نام ہے، جو اس نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے انسان کی رہنمائی کے

لئے وقتاً فوقتاً بھیجی ہے اور جو اپنی آخری اور مکمل شکل میں ہمیں رحمۃ للعالمین، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ کے ذریعے پہنچی ہے۔ یہ وہ ضابطہ حیات ہے، جو عین فطرت کے اصولوں پر قائم ہے اور انسان اس کے ذریعہ دُنیاوی اور اُخروی، دونوں کامیابیاں حاصل کرسکتا ہے۔ یہ زندگی کا مکمل قانون ہے، اس قانون کو انسان نے نہیں خالق کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک نے بنایا ہے۔ یہ ابدالآباد تک کے لئے ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

الحمد للہ!

یکم فروری تا چھ فروری **1974**ء میں طرابلس (لیبیا) میں اسلامی مسیحی ڈائیلاگ منعقد ہوئے، اس میں تمام مسیحی فرقوں نے شرکت کی۔ لبنان کے رومن کیتھولک کے لارڈ بشپ "گریگوار حدّاد" نے اختتامی اجلاس میں خود ہی یہ دعوت پیش کی:

"رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی نبوت تسلیم کرلی جائے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انسانیت کے لئے اللہ کے نبی ہیں"۔

(بحوالہ: وہ عہد کا رسول ﷺ)

میری اقوام عالم سے اپیل ہے کہ خدارا! اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں تو سلامتی میں رہیں گے، کیونکہ دنیا وآخرت کی کامیابی کا یہی واحد راستہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

باب نمبر 25

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ اقدس میں

گستاخی کی سزا اور امن عالم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ محبوب کائنات بھی ہیں اور محبوب ربّ کائنات بھی۔ آپ ﷺ کی محبت، دین حق کی اساس اور بنیاد ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب سمجھا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ جس آخر الزمان، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ پر ربّ کائنات اور اُس کے

فرشتے دُرود و سلام بھیجتے ہوں، وہ عظیم المرتبت، سیّد الاولین والآخرین، ختم المرسلین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نہ صرف ساری انسانیت، بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اُس کو چاہئے کہ مجھ پر دُرود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ شانہٗ اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اُس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اُس کے دس درجے بلند کرے گا۔

(بحوالہ: فضائل دُرود شریف)

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے رہتی دُنیا تک کے انسانوں کو امن و آشتی، محبت و اخوت اور انسانیت کے احترام کی دعوت دی اور تشدد کی بھرپور ممانعت فرمائی، ایسے محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا شخص خود ملعون (لعنتی) ہے۔

حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ زادالسعید میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار دُرود شریف پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اسی طرح سے قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اُس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں اللہ جل جلالہٗ نے اُس کے ہنسی اُڑانے کی سزا میں دس کلمات ارشاد فرمائے حلاّف، مہین، ہمّاز، مشّاء بنمیم، منّاع للخیر، معتد، اثیم، عتل، زنیم، مکذّب للآیات بدلالت **اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ**۔

سورہ القلم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ

مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ٥ عُتُلٍّ ، بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ٥ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ٥
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ٥

(القلم: ۱۰ تا ۱۵)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، نیک کاموں سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو، اس کے علاوہ حرام زادہ ہو، اس سبب سے کہ وہ مال واولاد والا ہو جب ہماری آیتیں اُس کے سامنے پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا، ہر دور میں ایسی لعنتوں کا حامل ہوگا۔ (بحوالہ: فضائل دُرود شریف)

☆ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

عہدِ رسالت سے لے کر اب تک اُمتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ
توہینِ رسالت ﷺ ایک سنگین جرم ہے اور قطعاً حرام ہے،
ایسی گستاخی کرنے والا شخص واجب القتل ہے۔

(بحوالہ: سیرت مصطفےٰ ﷺ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

❂ عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل میں لکھا ہے:

رسولوں کی شان میں گستاخی کی سزا، سزائے موت ہے،
بلکہ نائبینِ رسول کے گستاخوں کی سزا بھی واجب القتل قرار دی گئی ہے۔

(بحوالہ: کتاب استثنا: باب 12:17)

تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے کہ جس ملعون نے بھی رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی، ایسا کرنے والا بدبخت اس دُنیا میں بھی اپنے بدانجام کو پہنچا۔ اِس نوع کے چند واقعات تحریر کیے جاتے ہیں:

اُبی بن خلف کو گستاخی کی سزا

اُبی بن خلف مکہ کے مشرکین میں بڑا سخت دُشمنِ اسلام تھا اور حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ ہجرت مدینہ سے پہلے حضور اقدس ﷺ سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے، اُس پر سوار ہوکر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اُحد کی لڑائی میں وہ حضور اقدس ﷺ کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر وہ بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور اقدس ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ارادہ بھی فرمایا کہ دُور ہی سے اس کو نمٹا دیں، لیکن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو، جب وہ قریب ہوا تو حضور اقدس ﷺ نے ایک صحابیؓ کے ہاتھ میں سے برچھا لے کر اُس کے مارا جو اُس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اُس کی گردن پر آگیا، مگر اُس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلّاتا تھا کہ خدا کی قسم! مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر دیا۔ کفار نے اُس کو اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے، کوئی فکر کی بات نہیں، مگر وہ کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، خدا کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اُس کے چلّانے کی آواز ایسی ہوگئی تھی، جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے۔ ابو سفیان نے، جو اس لڑائی میں بڑے

زوروں پر تھا، اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اتنا چلاتا ہے، اُس نے کہا! تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس کی مار ہے، یہ محمد (ﷺ) کی مار ہے، مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہورہی ہے، لات وعزّٰی (دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم، اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں، محمد (ﷺ) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، میں نے اُسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا، میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا، اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مر جاتا، چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دِن پہلے وہ راستہ ہی میں مرگیا۔ (بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ)

یہودی عورت کو گستاخی کی سزا

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضور اقدس ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں یہ گستاخی ایک شخص (صحابی رسول ﷺ) برداشت نہ کر سکے اور انہوں) نے اس عورت کا گلا گھونٹ دیا، جس سے وہ مرگئی، حضور اقدس ﷺ نے اس کا خون معاف کردیا۔ (ابوداؤد)

عموریہ کا محاصرہ اور شاتم رسول ﷺ کا انجام

عموریہ کے محاصرے کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہوکر..... العیاذ باللہ..... رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتا تھا۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہوسکتی تھی۔ ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے، لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا ہوتا، جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی۔ یعقوب بن

جعفر نامی مجاہد اسلام، لشکرِ اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا۔ شاتم رسول ﷺ نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے لئے منہ کھولا، یعقوب بن جعفر گھات میں تھا، انہوں نے اُس ملعون کو ایسا تیر مارا جو سیدھا جا کر اُس کے سینہ کے پار ہو گیا اور وہ وہی گر کر ہلاک ہو گیا۔ بے شک یہ مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا واقعہ تھا، اس موقع پر فضا نعرہ تکبیر سے گونج اُٹھی۔

خلیفہ معتصم نے اس مجاہد اسلام (تیر انداز) کو بلایا اور کہا:

"آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے"

یعقوب بن جعفر نے کہا، ثواب بیچا نہیں جاتا۔ کہا، میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے، اس مجاہد اسلام نے رقم لینے سے انکار کر دیا، خلیفہ معتصم نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے، تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا:

"مجھے ساری دُنیا دے دی جائے تب بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا، البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی معاوضہ کے میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں"۔

خلیفہ معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے ایک جہاں مل گیا ہو۔ معتصم نے پھر پوچھا، آپ نے تیر اندازی کہاں سے سیکھی ہے؟ یعقوب بن جعفر نے فرمایا، بصرہ میں واقع اپنے گھر میں۔ معتصم نے کہا، وہ گھر مجھے فروخت کر دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مجاہدین کے لئے وقف ہے (اس لئے اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا)۔ معتصم نے اس مجاہد اسلام کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔

(بحوالہ: عشقِ نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

راج پال کی بدبختی اور غازی علم الدین شہیدؒ کی سعادت مندی

علم الدین ایک سیدھے سادھے مسلمان تھے، زندگی امن وچین کے ساتھ گزرتی تھی۔ ہندوستان میں، ہندو مسلم اتحاد زندہ باد..... انقلاب زندہ باد..... اور اسی نوع کے نعرے دِن رات گونج رہے تھے کہ ایک شیطان صفت راج پال نامی (ملعون) نے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس کے خلاف ایک دل آزار کتاب (رنگیلا رسول) شائع کر کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی۔ راج پال (معلون) کی اس گستاخانہ حرکت سے ہندو آپس میں بٹ گئے، مسلم دُشمن ایک طرف ہوگئے، عدل وانصاف کے پرستار اور ہندو مسلم اتحاد کے طلبگار دوسری طرف ہوگئے۔ حکومت کو راج پال کے خلاف مقدمہ چلانے کو کہا گیا، مقدمہ چلا، اُلٹا چور سرخرو ہوا اور کوتوال اس کے ساتھ مل گیا۔ اخبارات مذمت کرتے رہے، راج پال (ملعون) کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کرتے رہے، جلسے ہوتے، جلوس نکلتے، لیکن حکومت اور عدل وانصاف کے کان بہرے ہوگئے۔ راج پال (معلون) کی اس ناپاک حرکت سے مسلمانوں کا چین وسکون برباد ہوگیا، لیکن وہ سرگرم عمل رہے۔

دلی دروازہ (لاہور) سرگرمیوں کا گڑھ تھا، یہاں سے جو آواز اُٹھتی، پورے ہندوستان میں گونج جاتی۔ علم الدین حالات سے بے خبر تھے، ایک روز حسبِ معمول کام پر گئے ہوئے تھے، غروبِ آفتاب کے بعد گھر واپس جا رہے تھے تو دلی دروازے میں لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا، ایک نوجوان کو تقریر کرتے دیکھا تو رُکے، کچھ دیر سُنتے رہے، معلوم ہوا کہ ایک ہندو، راج پال نامی نے ایک کتاب چھاپی ہے، جس میں رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی ہے اور

نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ راج پال واجب القتل ہے ، اسے اس شرانگیز حرکت کی سزا ضرور ملنی چاہئے ۔

اس رات ، علم الدین دیر سے گھر پہنچے تو اُن کے والد محترم ، جن کا نام ''طالع مند'' تھا ، پوچھا کہ دیر سے کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جلسے کی ساری کاروائی بیان کی ۔ راج پال (معلون) کی حرکت کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جلسے میں اسے واجب القتل قرار دیا گیا ہے ۔ طالع مند بھی سیدھے سادھے مسلمان تھے ، ہر مسلمان کی طرح انہیں بھی آقا ، رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی گوارا نہ تھی ۔ انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات پر حملہ کرنے والے بداندیش کو واصل جہنم کرنا چاہئے ۔

راج پال (ملعون) کی اس ناپاک حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں آگ بھڑک اُٹھی تھی ۔ مسلمانوں کے لیڈر ، رہنما ، سیاسی اور مذہبی اسکالرز پوری قوت سے کہہ رہے تھے کہ زبان دراز راج پال کو عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ ایسا فتنہ پھر کبھی سر نہ اُٹھائے ۔ دفعہ **144** کا نفاذ تھا ، جس کی رُو سے کسی نوع کا جلسہ اور اجتماع نہیں ہوسکتا تھا لیکن مسلمانوں کا ایک فقید المثال اجتماع بیرونِ دہلی دروازہ (لاہور) منعقد ہوا ، وہاں عاشقِ رسول ﷺ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے بڑی رقت انگیز تقریر کی ، سامعین دھاڑے مار مار کر رونے لگے ۔ امیر شریعت نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج آپ لوگ جناب فخر رسل ، محمد عربی ﷺ کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں ، آج جنسِ انسان کو عزت بخشنے والے کی

عزت خطرہ میں ہے، آج اُس جلیل المرتبت کا ناموس معرض خطر ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے"۔

اس جلسہ میں مفتی کفایت اللہ محدث دہلوی اور مولانا احمد سعید دہلوی بھی موجود تھے، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آج مفتی کفایت اللہ اور احمد سعید کے دروازے پر اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھڑی آواز دے رہی ہیں..... ہم تمہاری مائیں ہیں ..... کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں ..... ارے دیکھو! کہیں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دروازہ پر تو کھڑی نہیں"۔

حضرت شاہ جیؒ کے یہ الفاظ دِل کی گہرائیوں سے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ نکلے کہ سامعین کی نظریں ایک دَم دروازے کی طرف اُٹھ گئیں اور ہر طرف آہ و بکا کی صدائیں بلند ہونے لگیں، پھر اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

"تمہاری محبتوں کا یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں آج گنبد خضریٰ میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں، آج حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پریشان ہیں۔ بتاؤ، تمہارے دلوں میں اُمہات المؤمنین کے لئے کوئی جگہ ہے؟ آج اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں، وہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنہیں رسول اللہ ﷺ "حمیرا" کہہ کر پکارا کرتے تھے، جنہوں نے

سیّد عالم ﷺ کو وصال کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ یاد رکھو! اگر تم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جانیں دے دیں تو یہ کچھ کم فخر کی بات نہیں''۔

حضرت شاہ جیؒ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے۔ پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نا اہل ہے، وہ ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکا، لیکن علمائے کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ دفعہ 144 کے یہیں پرخچے اُڑا دیئے جائیں، میں دفعہ 144 کو اپنے جوتے کی نوک تلے مسل کر بتا دوں گا''۔

مرزا داغؔ کا شعر حضرت شاہ جیؒ نے کچھ اس انداز میں پڑھا کہ لوگ بے قابو ہو گئے:

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغؔ نام نہیں

اس تقریر نے سارے شہر میں ہلچل مچا دی۔ لاہور میں بدنام زمانہ کتاب، اس کے مصنف اور ناشر کے خلاف جگہ جگہ جلسے ہونے لگے۔ انہی دنوں انجمن خدام الدین نے شیرانوالہ دروازہ (لاہور) میں راج پال کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کے طول و عرض میں احتجاجی جلسے ہوئے اور جلوس نکلنے لگے، آخر ایک مردِ مجاہد اُٹھا اور اس نے ایک صبح راج پال (ملعون) کی دکان پر جا کر چاقو سے حملہ کیا، تیس برس کا یہ مجاہد

''خدا بخش اکو جاں'' تھا۔ راج پال زخمی تو ہوا مگر اس کی جان بچ گئی۔ مقدمہ چلا اور جلد ہی نمٹا دیا گیا۔ مجاہد خدا بخش کی طرف سے کوئی وکیل پیش نہ ہوا، ایک دو دِن کی کاروائی کے بعد عدالت نے سات سال قید سخت کی سزا دی، جس میں تین ماہ قید تنہائی کے تھے، رہائی کے بعد پانچ ہزار روپے کی ضمانت کا بھی پابند کیا گیا۔

راج پال (ملعون) کی ناپاک حرکت کی وجہ سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ چکی تھی۔ چنانچہ افغانستان کے عبدالعزیز نامی غیور تاجر نے راج پال پر حملہ کیا لیکن انہیں پہچاننے میں غلطی ہوئی۔ راج پال کی بجائے حملہ سوامی ستیانند پر ہو گیا۔ عبدالعزیز نے 9 اکتوبر 1927ء کو حملہ کیا، 11 اکتوبر کو ان کے خلاف عدالت میں مقدمہ پیش ہوا، 12 اکتوبر کو عدالت نے سات سال قید سخت کی سزا دی، تین ماہ قید تنہائی، رہائی کے بعد پانچ پانچ ہزار کی تین ضمانتیں دینا قرار دیا۔

ادھر علم الدین کی حالت ہی اور تھی۔ ایک رات علم الدین نے رات خواب دیکھا، ایک بزرگ ملے اور انہوں نے کہا، علم الدین! ابھی تک سو رہے ہو، تمہارے نبی ﷺ کی شانِ اقدس کے خلاف دُشمن کاروائیوں میں لگے ہیں، اُٹھو! جلدی کرو۔ علم الدین اُٹھے، ان کا تمام جسم پسینے میں شرابور تھا، پھر آنکھ نہ لگی۔ علم الدین کا ایک دوست تھا، جس کا نام ''شیدا'' تھا۔ صبح ہوئی تو علم الدین اپنے دوست شیدے کے گھر پہنچے۔ عجیب بات تھی کہ جو خواب علم الدین نے دیکھا تھا، ویسا ہی خواب ان کے دوست شیدے نے بھی دیکھا تھا۔ اپنے نبی ﷺ کی محبت میں دونوں ہی شاتم رسول ﷺ کو قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن ان میں کوئی فیصلہ نہ ہو رہا تھا، دونوں ہی اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے تھے، آخر کار قرعہ اندازی پر دونوں رضامند ہو گئے۔ دونوں مرتبہ علم الدین کے نام کی پرچی نکلی۔ شیدے نے اصرار کیا کہ تیسری بار پھر قرعہ اندازی کی جائے، پرچی نکالنے والا اجنبی لڑکا حیران تھا

کہ یہ دونوں جوان کیا کر رہے ہیں۔ آخر تیسری بار علم الدین رضامند ہو گئے اور پھر انہی کا نام نکلا۔ علم الدین خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

علم الدین اپنے دِل میں ارادہ تو کر ہی چکے تھے، چنانچہ انہوں نے گمٹی بازار (لاہور) سے آتمارام نامی کباڑیے کی دُکان سے ایک چھری خریدی۔۔ انارکلی (لاہور) میں ہسپتال روڈ پر عشرت پبلشنگ ہاؤس کے سامنے، جہاں راج پال (ملعون) کا دفتر تھا، علم الدین اس شاتم رسول ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے اس کے دفتر کے باہر پہنچے، معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک دفتر نہیں آیا، جونہی یہ دفتر پہنچتا ہے تو پولیس اس کی حفاظت کے لئے آجاتی ہے۔ اتنے میں راج پال (ملعون) کار پر پہنچ گیا، کسی نے علم الدین کو بتایا کہ کار سے نکلنے والا راج پال ہے، اسی نے پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اور کتاب (رنگیلا رسول) لکھی ہے۔ جونہی راج پال (ملعون) دفتر میں جا کر اپنی کرسی پر بیٹھا اور پولیس کو اپنی آمد کی خبر دینے کے لئے ٹیلی فون کرنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ علم الدین دفتر کے اندر داخل ہوئے، اس وقت راج پال (ملعون) کے دو ملازم وہاں موجود تھے، جن کا نام کدار ناتھ اور بھگت رام تھا، علم الدین نے پلک جھپکنے میں چھری نکالی اور راج پال (ملعون) پر وار کیا۔ چھری کا ایک ہی وار اتنا کارگر ثابت ہوا کہ راج پال (ملعون) کے منہ سے صرف ہائے کی آواز نکلی اور وہ اوندھے منہ زمین پر جا پڑا۔ علم الدین الٹے قدموں باہر دوڑے۔ کدار ناتھ اور بھگت رام نے باہر نکل کر شور مچایا..... پکڑو..... پکڑو..... مار گیا..... مار گیا، راج پال (ملعون) کے قتل کی خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی۔ ادھر علم الدین نے اپنے آپ کو پولیس کی حراست میں دے دیا۔

غازی علم الدین کے گھر والوں کو علم ہوا تو وہ حیران ضرور ہوئے لیکن انہیں یہ

پتہ چل گیا کہ ان کے چشم و چراغ نے ایسا زبردست کارنامہ انجام دیا ہے اور ان کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ پولیس نے بغرض حفاظت ان کے گھر پر پڑاؤ ڈال لیا اور ہجوم کو ہٹا دیا، اب کوئی ان کے گھر میں نہ جا سکتا تھا، وہ بھی گھر سے باہر نہیں آسکتے تھے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ حکومت غازی علم الدین کے اقدام کو درست سمجھے کیونکہ انہوں نے بجا طور پر اپنے پیارے رسول ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی گوارا نہیں کی۔ ان کا دِل مجروح ہوا جس کے نتیجہ میں بدکردار راج پال (ملعون) کا خاتمہ کیا۔ غازی علم الدین کی بے گناہی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ افغانستان تک میں بھی آوازیں اُٹھنے لگیں اور علم الدین کی بریت پر زور دیا جانے لگا۔ ادھر آریہ سماج والے چلّا رہے تھے کہ مسلمان ان کے فرائض منصبی میں روڑے اٹکا رہے ہیں، مطلب یہ کہ انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کی توہین کے لئے کھلی چھٹی دی جائے، وہ دِل آزار تقریریں کرتے اور اشتعال انگیز کتابیں کھلم کھلا شائع کرتے رہیں، مسلمان چپ چاپ یہ سب کچھ دیکھتے رہیں اور ان سے بازپرس نہ کریں۔ فرنگی اس تماشہ کو دیکھ رہا تھا اور طوفان بدتمیزی کو روک نہ رہا تھا۔

10 اپریل **1929**ء کو غازی علم الدین کی عدالت میں پہلی پیشی ہوئی، اُن کی طرف سے کوئی وکیل پیش نہ ہوا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ بعد ازاں غازی علم الدین کی طرف سے بیرسٹر خواجہ فیروز الدین نے یہ مقدمہ لے لیا، ان کے معاون ڈاکٹر اے آر خالد تھے۔ بیرسٹر فرخ حسین پہلے سے شامل تھے، ان میں مسٹر سلیم اور دیگر وکلاء بھی شامل ہو گئے۔ وکلاء نے جرح کی اور صفائی میں دلائل پیش کیے، لیکن یہاں دلائل سننے والا کون تھا؟ صفائی کے وکلاء کی کوئی بات نہ مانی گئی، کوئی دلیل قبول نہ کی گئی اور **22** مئی **1929**ء کو سزائے موت سنا دی۔ بیرسٹر فرخ حسین بمبئی گئے اور ہندوستان کے

ذہین ترین نوجوان وکیل محمد علی جناح (بانی پاکستان) سے ملے تاکہ وہ ہائی کورٹ میں غازی علم الدین کی اپیل کی پیروی کریں۔

محمد علی جناح مان گئے لیکن اس وقت ہائی کورٹ کی صورت یہ تھی کہ سر شادی لال، چیف جسٹس تھے، جس کی وجہ سے غازی علم الدین کے مقدمے میں عام عدالت سے لے کر ہائی کورٹ تک کوئی فرق نہ رہا تھا، ایک راگ الاپا جا رہا تھا۔ راج پال (ملعون) نے جو فتنہ کھڑا کیا، دُنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی، وہ دُرست ہے۔ غازی علم الدین نے شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا، وہ لائق گردن زنی ہے۔ ہائی کورٹ میں سماعت ہوئی، محمد علی جناح نے دفاع میں دو نکات پیش کیے:

(1) راج پال نے پیغمبر اسلام ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے، بدزبانی کی ہے، ملزم کے ذہنی جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی، جس سے غصے میں آ کر اس نے راج پال پر حملہ کیا، اس پر جرم ٹھونسا گیا ہے۔

(2) ملزم کی عمر انیس اور بیس سال کے قریب ہے، وہ سزائے موت سے مستثنیٰ ہے۔

فرنگی اور ہندو چیف جسٹس سر شادی لال کی موجودگی میں غازی علم الدین کو کیسے بخشا جا سکتا تھا؟ چنانچہ مورخہ 7/جولائی **1929**ء کو غازی علم الدین کو سزائے موت دی گئی۔

کب سے اُمتِ مسلمہ بالعموم اور اسلامیانِ ہند بالخصوص سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے؟ ان کے دل رو رہے تھے، قانون اور اخلاق کی دھجیاں اُڑائی گئیں، انصاف کی آنکھ ہمیشہ اس فیصلے پر خون کے آنسو ٹپکائے گی، فرنگی عہد کی عدالتوں کے انتہائی غیر جانبدارانہ اور غیر منصفانہ فیصلے پر اظہار افسوس کرے گی، چند دیانتدار دانشوروں کو چھوڑ کر اکثر فرنگی منصفوں نے شاتم رسول ﷺ کا کردار ادا کیا ہے اور وہ اسی مہم میں

لگے رہے کہ جہاں تک بن پڑے مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے اور غیر مسلموں کی آنکھوں میں دُنیا کی عظیم ترین ہستی، انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے انقلاب آفرین پیغام لانے والے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت کو گرایا جائے، اسلام کی تبلیغ کو روکا جائے۔ قرآنی تعلیمات اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ممکن نہیں کہ غیر مسلم اسلام قبول کئے بغیر رہ سکے۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

افسوس! صد افسوس! مغربی دُنیا نے اسلام، اہل اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ایک نئی جنگ کا آغاز کر رکھا ہے، جس کا مقصد اسلامی فکر و تہذیب کے خلاف مسلسل معرکہ آرائی ہے، تاکہ اسلام کے انقلابی و سنہری دور کے اثرات اور اس کی انقلابی فکر کی روشنی کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔ اسلام سے خائف ان قوتوں نے اس مقصد کے لئے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے پاکیزہ کردار اور اسلامی قوانین کو خاص طور پر نشانہ بنا رکھا ہے تاکہ تہذیبوں کے تصادم کی راہ ہموار کی جائے اور اسلامی فکر و انقلاب پر قدغن لگائی جا سکے۔ اس مقصد کے لئے مغرب نے ہمیشہ ایسی اسلام دُشمن شخصیات و کردار کی حوصلہ افزائی کی ہے، جنہوں نے مغرب کی اس اسلام دُشمن فکر و فلسفہ کے مطابق اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی کسی انداز میں بھی کردار کشی کی ہو اور اپنی پست ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان مقدس شخصیات کو طنز و استہزاء اور توہین کا نشانہ بنایا ہو۔ نیز ایسی ہر تصنیف کی حوصلہ افزائی کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے، البتہ اوقات و حالات کے لحاظ سے انداز ہر دور میں مختلف ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے برطانوی دور حکومت میں یہی کردار برطانوی حکومت کی سرپرستی میں وہاں کے عیسائی پادریوں و مشنریوں نے انجام دیا اور ایک عرصہ تک مناظروں، تحریروں، رسائل و جرائد کے ذریعے اسلام

اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین اور کردار کشی کا سلسلہ جاری رہا اور مسلمانوں کو اشتعال دلایا جاتا رہا۔

چند سال قبل سلمان رُشدی (ملعون) نے ''شیطانی آیات'' کتاب لکھ کر محسن انسانیت، حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی، جس سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی، عالم اسلام میں اس ملعون کے خلاف انتہائی غم وغصہ پایا جاتا ہے۔بعض مغربی ممالک کی طرف سے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے..... حال ہی میں برطانیہ کی ملکہ الزبتھ کی طرف سے شاتم رسول ﷺ سلمان رُشدی (ملعون) کو برٹش نائٹ ہوڈ یعنی ''سر'' کا خطاب دے کراس بدنام زمانہ متنازعہ شخصیت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔اس سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔حکومتِ برطانیہ کا یہ عمل امت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔

آج عالم اسلام بے چین ہے، اب وقت آگیا ہے کہ ایسے دل خراش واقعات کے سد باب کے لئے پوری قوت کے ساتھ ایسے بد کرداروں کا مقابلہ کیا جائے کیونکہ یہ کردار جس فکر وفلسفہ کے تحت وجود میں آتے ہیں، وہ نئے نہیں۔آج کا ''رشدی'' محض ایک علامت ہے، اصل کردار مغرب کا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے تعصب ہے۔آج عالم اسلام کو عسکری محاذ پر ''**دہشت گردی کے خلاف جنگ**'' اور فکری محاذ پر ''**اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف**'' جاری مغرب کی اس مہم سے جو خطرات لاحق ہیں، اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے انتہائی ضروری ہے..... کہ

''ہم بحیثیت اُمت متحد ہوں اور اسلام سے اپنے تعلق وکردار کا جائزہ لے کر اپنے اندر پائی جانے والی خامیوں کی اصلاح کریں''۔

محض جذباتی نعروں، مظاہروں، انقلابی دعوؤں، جذباتی تقاریر اور قراردادوں سے ہم یہ جنگ نہیں جیت سکتے۔ اس لئے جذبہ صادق کے ساتھ عمل صالح کی ضرورت ہے۔ اسلام آج بھی ایک انقلابی قوت رکھتا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود اسلام کے لئے مخلص ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان خطرات کا بخوبی مقابلہ نہ کر سکیں۔

ہر مسلمان اسلام کے پیغام امن واخوت اور باہمی رواداری کو نہ صرف مغربی دُنیا بلکہ پورے عالم میں منظم طور پر پھیلانے کا عزم وارادہ کرے، اس سے انتہاپسندوں کے اثرات ختم کئے جاسکتے ہیں۔مغرب میں بھی عوامی اکثریت انصاف پسند اور غیر جانبدار عناصر کی ہے، جس کا مظاہرہ خصوصاً عراق جنگ کے حوالے سے میڈیا میں آتا رہتا ہے۔اس کے علاوہ مغرب کے بہت سے مورخین نے اسلام اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ کی حقانیت کو اپنی تصانیف میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

الحمد للہ!

آج اسلام مغرب خصوصاً امریکہ اور برطانیہ میں تیزی سے پھیل رہا ہے جو کہ وہاں کے انتہاپسندوں کے لئے سخت خطرہ ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا کرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام ایک عظیم انقلابی قوت رکھتا ہے، اس کی دعوت میں کوئی ٹکراؤ، نفرت یا تعصب نہیں، یہ مکمل امن وسلامتی، رواداری اور روشن خیالی کا دین ہے، جو آج بھی دُنیائے انسانیت کے لئے مینارہ نور ہے اور ایک دن ضرور آئے گا جب دُنیائے انسانیت اسلام کے دامن میں ہی امن وسکون اور کامیابی حاصل کرلے گی۔ (انشاءاللہ العزیز)

منتظر ہے یہ جہاں آئین پیغمبر ﷺ کا آج

ورنہ بیکار ہے جمہور ہو یا تخت وتاج

باب نمبر 26

رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت اور امن عالم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ شانہٗ نے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمایا، اب آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی پر کسی قسم کی وحی کا نزول ہو سکتا ہے۔ اسلام کا یہی عقیدہ ''ختم نبوت'' کے مبارک نام سے مشہور و معروف ہے۔

الحمدللہ! پوری اُمتِ مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ختم نبوت جز وایمان ہے اور جو کوئی کسی بھی معنی میں اس کا انکار کرے، وہ کافر اور مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا قطعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ اسلام کے بنیادی

عقائد میں سے ایک ہے، جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے، یعنی ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ سیّد الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) اور آپ ﷺ کی شریعتِ مطہرہ ساری انسانیت کے لئے تا قیامت ہدایت اور نجات کا آخری سر چشمہ ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا، یا آپ ﷺ کے بعد کسی اور کو بھی نبی مانتا ہے، تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

عقیدہ ختمِ نبوت میں ہی اُمّتِ مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ آج تک عقیدہ ختم نبوت کے مسئلے میں اُمت کی دو آراء نہیں ہوئیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے قرآن مجید میں پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین ﷺ کی ختم نبوت اور رسالتِ عامہ کو اس طرح واضح فرمایا ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: (آپ ﷺ) کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

یہ آیت مبارکہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی رسالتِ عامہ کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوقات کے لئے رسول ہیں۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں، ذیل میں تبرکاً تحریر کی جاتی ہیں:

☆ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

اب رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی۔

(ترمذی شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ﷺ نے اپنی مسجد (مسجد نبوی ﷺ) کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مساجد میں سے آخری مسجد فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔

(مسلم شریف)

☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

(مسند احمد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مثال، جو مجھ سے پہلے تھے،

اُس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور خوبصورت بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگائی (آپ ﷺ نے فرمایا) میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

(بخاری شریف)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہ' فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (ترمذی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہر نبی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(مسلم)

☆ حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ' سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ تم ایسے ہو، جیسے ہارون (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (مستدرک حاکم)

☆ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ' ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

(منکر نکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، منکر نکیر یہ سن کر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ (درمنثور)

جھوٹے مدعیانِ نبوت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب (بہت زیادہ جھوٹے) ظاہر ہوں گے،

جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گا،

حالانکہ میں (اللہ تعالیٰ کا) آخری رسول ہوں

اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ترمذی شریف)

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا نبی ہونے کا دعویٰ کرنا، آپ ﷺ کی سخت ترین توہین ہے۔ یہ فتنہ حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی اُٹھا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی، لیکن اس کی سرکوبی کر کے اسے کچل دیا گیا۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں مندرجہ ذیل دو شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا:

1. **مسیلمہ کذاب** نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہٗ نے جہنم رسید کیا تھا)۔

2. **اسود عنسی** نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

(رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اسود عنسی کے لئے حضرت فیروز دیلمیؓ

کو بھیجا، جنہوں نے اس ناپاک کو واصلِ جہنم کیا)۔

(بحوالہ: ھدایۃ المستفید : الجزا لثانی)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے دورِ خلافت میں بھی دو افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا:

3. طلیحہ بن خویلد، جو قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے تھا، نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

(طلیحہ بن خویلد حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام پر ہی اُس کی موت واقع ہوئی)۔

4. سجاح بنت حارث نامی عورت نے جو قبیلہ بنی تمیم سے تھی، نبوت کا دعویٰ کیا تھا:

(سجاح کے متعلق بھی منقول ہے کہ اُس نے توبہ کر لی تھی)۔

(بحوالہ: ھدایۃ المستفید : الجز الثانی)

5. مختار بن ابی عبید ثقفی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔ شروع شروع میں اُس نے اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہٗ کے قاتلین کو تلاش کرنے کی مہم شروع کی، اس سلسلے میں جس شخص کو بھی شریک پایا، اس نے اُس کو قتل کروا دیا۔ چنانچہ بہت لوگ اس شبہ میں مارے گئے اور لوگوں نے بھی اس سے تعاون کیا۔ اسی محبتِ اہلِ بیت کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرنے لگے۔ جب لوگوں میں خوب مقبول ہو گیا تو نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں۔

(بحوالہ: ھدایۃ المستفید : الجزا لثانی)

6. حارث نامی شخص نے عبد الملک بن مروان کے دورِ خلافت میں

نبوت کا دعویٰ کیا، جس کو فوراً قتل کر دیا گیا۔

(بحواله: هداية المستفيد : الجزا لثانى)

7. بنو عباس کے دورِ سلطنت میں بھی بہت سے احمقوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ (بحواله: هداية المستفيد : الجزالثانى)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد دینی احکام میں علمائے اُمّت کے اجماع کا درجہ آتا ہے، جس کو حجت مانا جاتا ہے۔اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک، ہر زمانے میں، ہر ملک کے علمائے کرام اور مسلمانوں کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا اور جو شخص اس کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کرے گا، وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسا شخص کافر اور مرتد ہے۔

یوں تو دورِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد کئی ایک مدعیانِ نبوت نے اپنی جھوٹی نبوت کا فتنہ کھڑا کیا، لیکن وہ علمائے ربانی کی کوششوں سے اپنے بُرے انجام کو پہنچا۔ اُمّتِ مسلمہ نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی ناموس اور عزت و حرمت پر قربان ہوتے ہوئے ہر دور کے جھوٹے نبی اور اس کی جھوٹی نبوت، دونوں کو ہی دفن کر دیا۔ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دیں کہ میں اپنی نبوت کی علامت پیش کروں، اس پر امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا!

جو شخص اس جھوٹے مدعیِ نبوت سے نبوت کی علامت طلب کرے گا،

وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ حضور اقدس ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(مناقب امام اعظمؒ)

ختم نبوت کے بارے میں علماءِ اُمت کے فیصلے

امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا انکار کفر ہے اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی طرح کے بھی نئے نبی آنے کے جواز کا عقیدہ رکھنے والا قطعاً کافر ہے، جس کا کچھ اندازہ حسب ذیل تصریحات سے لگایا جا سکتا ہے۔

(1) علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کتاب الملل والنحل'' میں فرماتے ہیں:

''اور یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے ہرگز نہیں ہو سکتا''۔

(2) حضرت علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاعتقاد فی الاعتقاد'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص، پس اس کا منکر، اجماع کا منکر ہوگا''۔

(3) حضرت قاضی عیاض، شفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص حضور اقدس ﷺ کے ساتھ کسی کی نبوت کا یا آپ ﷺ کے بعد

دعویٰ کرے یا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفاء قلب کے ذریعہ نبوت کے مرتبہ تک پہنچے اور کسب سے اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے، اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو، پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(4) شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے ''**الیواقیت والجواھر**'' جلد **2**، صفحہ **71** میں فرماتے ہیں:

''جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے حضرت محمد ﷺ کے بعد رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے''۔

(5) ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

''ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے''۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زرّیں اصول)

فتنہ قادیانیت

اُنیسویں صدی کے آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سرکار کی سرپرستی میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ سادہ لوح مسلمان اِس کی چرب زبانی اور جھوٹے دعوؤں کو نہ سمجھ سکے اور انگریز سرکار نے اپنے اس خود کاشتہ پودے کی خوب آبیاری کی، جس کی وجہ سے یہ وجود میں آیا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتدائی دعوے کئے، جس سے مستقبل میں جھوٹے مدعیِ نبوت ہونے کے اشارے ملتے تھے، تو

علمائے لدھیانہ (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی لدھیانہ آمد کے موقع پر اعتراضات کئے اور ان جھوٹے دعوؤں کی وضاحت چاہی، جس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ یہ علماء تنگ نظر ہیں اور میری شہرت سے جلتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتدائی طور پر عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کی آڑ میں اپنے آپ کو مناظرِ اسلام کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اس کے بعد جھوٹے دعوؤں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مالیخولیا مراق... مرزا غلام احمد قادیانی کی عبرتناک بیماری

مرزا غلام احمد قادیانی کو ویسے ہی انگریز حکومت نے مسلمانوں کی قیادت کے خواب دکھلا رکھے تھے اور اس پر ہر وقت اپنے آقا انگریز کی اطاعت اور مسلمانوں کی مذہبی پیشوائی کا سودا سوار رہتا ہی تھا کہ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ اس کو "مالیخولیا مراق" کی عبرت ناک بیماری نے اپنے شکنجہ میں لے لیا، جس کی دلیل قادیانیوں کی کتاب سیرۃ المہدی، جلد 1 کے صفحہ 13 پر تحریر ہے۔ کتاب ہٰذا میں لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سب سے پہلے مالیخولیا مراق کا دورہ اس کے بیٹے بشیر احمد کی موت کے بعد 1888ء کے بعد) پڑا ہے۔

"بیان کیا مجھ سے حضرتِ والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی یہ دورہ خفیف تھا..... والدہ صاحبہ فرماتی ہیں، اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں

ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے، خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر آتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے، پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی"۔ (سیرۃ المہدی، جلد 1، ص 13، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

مالیخولیا مراق کی بیماری کے بارے میں اطباء فرماتے ہیں:

(1) مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں..... بعض مریضوں میں گاہے بگاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے خبر دے دیتا ہے..... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ فرشتہ ہوں اور کبھی اس سے بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے رزّیں اصول، صفحہ 176)

(2) مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں، جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو، مثلاً: مریض صاحبِ علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے، خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ (بحوالہ: ردّ قادیانیت کے رزّیں اصول، صفحہ 177)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے **86** دعوے ایسے ملتے ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ذی شعور شخص ایسے دعوے نہیں کر سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی **1880**ء تک اپنے کو مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا رہا، **1882**ء میں

مجدد ہونے کا، **1891** ء میں مسیح موعود کا، **1898** ء میں مہدی ہونے کا اور **1899** ء میں ظلی بروزی نبوت کا اور **1901** ء میں با قاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا، ان میں سارے اہم دعوے مالیخولیا مراق کی بیماری میں لاحق ہونے کے بعد کے ہیں، اس لئے ان کو اسی بیماری کا اثر سمجھنا چاہئے۔ ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کے چند دعوے تحریر کئے جاتے ہیں:

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے **1882** ء میں یہ دعویٰ کیا!

''خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے''۔

(اربعین ص **4**، روحانی خزائن، جلد **17**، ص **445**)

مجدّد ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے **1882** ء میں مجدّد ہونے کا دعویٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا!

''جب تیرہویں صدی کا اخیر اور چودہویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خداتعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے''۔

(کتاب البریہ ص **168** بر حاشیہ، روحانی خزائن جلد **13**، ص **103**)

مامور ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے **1882** ء میں مامور ہونے کا دعویٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا!

''میں خداتعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں''۔

(کتاب البریہ در روحانی خزائن، جلد **13**، ص **203**)

نذیر ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1882ء میں نذیر ہونے کا دعویٰ کیا!

ترجمہ: ''خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے، جن کے باپ دادا ڈرائے نہیں گئے''۔

(تذکرہ ص 44، براہین احمدیہ در روحانی خزائن، جلد 1، ص 69)

آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1883ء میں دعویٰ کیا!

ترجمہ: ''اے آدم، اے مریم، اے احمد! اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجاتِ حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ، میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے''۔

(تذکرہ ص 70، براہین احمدیہ روحانی خزائن، جلد 1، ص 590 حاشیہ)

تشریح

''مریم سے مریم اُمّ عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابو البشر مراد ہے اور نہ احمد اس جگہ حضرت خاتم الانبیا ﷺ مراد ہیں اور ایسی ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہیں، بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے''۔

(مکتوباتِ احمدیہ اوّل، ص 82، بحوالہ تذکرہ، ص 70)

رسالت کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1884ء میں رسالت کا دعویٰ کیا!

ترجمہ: ''میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، کہہ میں تم سب کی طرف

بھیجا گیا ہوں''۔

(اربعین نمبر 2، ص 7 روحانی خزائن جلد 17، ص 353)

مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1891ء میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا!

الہام: ترجمہ: (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔

(تذکرہ ص 185، ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد 3، ص 432)

صاحبِ کن فیکون ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1892ء میں یہ دعویٰ کیا!

الہام: تیری بات یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جائے گی۔

(تذکرہ ص 203، براہین احمدیہ حصہ 5 در روحانی خزائن ص 124، جلد 21)

مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1894ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا!

ترجمہ: ''خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے''۔

(تذکرہ ص 257، اتمام الحجہ در روحانی خزائن، جلد 8 ص 275)

امامِ زماں ہونے کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1898ء میں امام زماں ہونے کا دعویٰ کیا!

''سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت

سے میں امام زماں ہوں"۔

(ضرورۃ الامام درروحانی خزائن، جلد 13، ص 495)

ظلی نبی ہونے کا دعویٰ

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا"۔ (روحانی خزائن، جلد 18، ص 212)

نبوت و رسالت کا دعویٰ

(1) "ہم نے اس کو قایان کے قریب اتارا ہے"۔

(براہین احمدیہ حاشیہ درروحانی خزائن، جلد 1، ص 593)

(2) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔

(دافع البلاء درروحانی خزائن جلد 18، ص 231)

(3) "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی"۔

(ایک غلطی کا ازالہ درروحانی خزائن، جلد 18، ص 211)

(4) "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا"۔

(تذکرہ ص 492، اربعین نمبر 3 درروحانی خزائن، جلد 17 ص 426)

(5) "وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا کہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان تھا"۔

(دافع البلاء درروحانی خزائن، جلد 18، ص 225,226)

صاحب شریعت اور رسول ہونے کا دعویٰ

(1) ''اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں''۔

(اشتہار معیار الاخیار ص 3 منقول از تذکرہ ص 352 مطبوعہ ربوہ)

(2) ''ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا''۔

(حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن، جلد 22، ص 105)

(3) ''بے شک تو رسولوں میں سے، سیدھی راہ پر ہے''۔

(حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن، جلد 22، ص 122)

(4) ''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے''۔

(انجام آتھم در روحانی خزائن، جلد 11، ص 62)

قارئین کرام! مندرجہ بالا دعوے، مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے ہیں، جن کو پڑھ کر ہر ذی شعور شخص یہی کہتا ہے کہ ایسے دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت پر نہیں ہو سکتی بلکہ صرف اور صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔ درحقیقت ان سب دعوؤں کے دو بڑے محرکات ہیں۔

(1) مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومتِ برطانیہ کی کاسہ لیسی (نمک حلالی) کرنا۔

(2) مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زرّیں اصول)

فتنہ قادیانیت: برصغیر کا سب سے بڑا فتنہ

فتنہ قادیانیت ، انگریزی دور میں برصغیر پاک وہند کا سب سے بڑا فتنہ رہا ہے، جس کی وجہ سے سارے عالم میں امن وامان متاثر ہوا اور پورے عالم کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ۔ظاہر ہے کہ فتنہ جتنا بڑا ہوگا اس کی سرکوبی میں اتنی مشکل ہوگی اور اس راہ کی مشکلات اس راہ کے غازیوں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لیں گی ، تاہم یہ حقیقت ہے کہ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مدد ونصرت شامل حال نہ ہوتی تو اس فتنہ کی پسپائی بہت مشکل تھی ۔ ذیل میں وہ وجوہات تحریر کی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ''**فتنہ قادیانیت**'' وقت کا سب سے بڑا فتنہ بنا۔

(1) اس فتنہ نے ایک ایسے خاندان میں جنم لیا جو سالہا سال سے بدیشی حکومت کے لئے آنکھیں بچھا رہا تھا ۔ظاہر ہے کہ حکومت کی طرف سے جو مراعات اس خاندان کو مل سکتی تھیں ، وہ اس حکومت کی اس رعایا کو نہ مل سکتی تھیں ، جو اس بدیشی حکومت کو ہندوستان سے نکالنا بھی اپنے قومی فرائض میں سے سمجھتے تھے ۔امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اس صورت حال سے دو چار تھے ۔تحریکِ آزادی ہند میں وہ انگریز حکومت سے لڑ رہے تھے اور تحفظ اسلام کے لئے وہ اسلام میں داخل کئے جانے والے بیرونی افکار سے فکری جنگ رکھتے تھے ۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زریں اُصول)

(2) فتنہ قادیانیت سے پہلے ہندوستان میں مسلمانوں میں تحریک آزادی رائے تیزی سے چل چکی تھی اور مسلمانوں کا ایک مستقل فرقہ سامنے آچکا تھا جو اس بات کا مدعی تھا کہ قرآن وحدیث سمجھنے میں ہمیں علماء محققین کی پیروی کی ضرورت نہیں ۔

ہم قرآن وحدیث کو نئے سرے سے سوچنے کی خود استعداد رکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس زمین میں جب مرزا غلام احمد قادیانی قرآن و حدیث کو نئی تشریحات مہیا کرے گا تو یہ زمین بہت جلد نئے برگ وبار سے لہلہائے گی اور دین میں تحریک آزادی رائے قادیانیت کا بیج بویا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کتاب وسنت کو نئے معنی مہیا کرنے میں شمشیر بکف تھا۔ آئمہ اربعہ کی تقلید میں رہ کر اسے یہ من مانی کی کاروائی کرنی بہت مشکل تھی۔

وہ خود لکھتا ہے:

"پس سوچو اور سمجھو کہ جس شخص کے ذمہ اسلام کے 73 فرقوں کے نزاعوں کا فیصلہ کرنا ہے، کیا وہ محض مقلد کے طور پر دُنیا میں آسکتا ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ قدیم،ص **42**، روحانی خزائن، جلد **17**، ص **157**)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو غیر مقلدین میں رکھا، یہ محض اس لئے کہ اسے براہِ راست قرآن وحدیث سے استدلال کرنے کا موقع ملتا رہے۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زریں اُصول)

(3) مسلمان رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کی محبت میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ خاتم الانبیا ﷺ کی عزت پر قربان ہونا مسلمانوں میں ایک بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں سے اس جذبہ محبت کو نکالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کو ایک دوسرا متبادل نظریہ دیا کہ حضور اقدس ﷺ اپنے اس دوسرے بروز میں اپنی پہلی حیثیت سے بہت بڑھ کر ہیں اور آپ ﷺ کی وہ بروزی صورت میں ہوں، اس میں صاف طور پر حضور اقدس ﷺ کی شخصیت کریمہ کو گرانے کا نغمہ زیرلب تھا، جو اس شخص نے بڑی آب وتاب سے گایا اور بہت کم لوگ یہ سمجھ پائے

کہ یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک گہری سوچ سے مسلمانوں کے دلوں سے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی عظمت (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر) نکالنے کے درپے ہے۔

اسلام کی آبرو اب تک کبھی اس پیرایہ میں نہ لوٹی گئی تھی، جس سے اب مسلمان دوچار رہتے، بہر حال مرزا غلام احمد قادیانی نے برملا کہا!

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک

میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 114، روحانی خزائن جلد 21، ص 144)

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس کے ایک ثنا خوان نے کہا!

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر میں مورخہ 25 / اکتوبر 1906، صفحہ 14 پر یہ نظم شائع کی گئی)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی شخصیت کریمہ کے برابر کسی دوسری شخصیت کو لانا یہ کھیل اب تک کسی فرقہ سے نہ کھیلا گیا تھا، سو قادیانیت اسلام کی سابقہ صدیوں سے بڑھ کر ایک فتنہ تھا، جس کی مثال اوّل و آخر نہیں ملتی۔ یہ وہ فتنہ ہے، جس میں خود حضور اقدس ﷺ کی شخصیت کریمہ زیر بحث لائی گئی۔ (بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زریں اصول)

(4) مسلمانوں میں آپس میں جتنے اختلافات پہلے سے تھے، ان میں کوئی فتنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مرکزیت کے خلاف نہ تھا۔ قادیانی فتنہ نے براہِ راست

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے قادیان کو مکہ مکرمہ کے برابر ٹھہرایا گیا اور اسے اس پر ذرا بھی غیرت نہ آئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

زمین قادیاں اب محترم ہے

ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(درثمین اردو، ص 52)

مرزا بشیر الدین محمود نے اور کھل کر بات کہہ دی!

"مکہ مکرمہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا ہے"

(حقیقۃ الرویا: ص 46)

(5) پڑھے لکھے نوجوانوں کو اعلیٰ ملازمتوں اور اعلیٰ داخلوں کے لئے کبھی اس طرح کی بھی داڑھی رکھنی پڑتی جو افسروں میں قادیانی ہونے کا نشان سمجھی جاتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ان لوگوں کے لئے جو انتہائی ضرورت مند اور محتاج ہوتے اپنے ایمان کو بچانا اور ایسے خطرناک مواقع سے بچ نکلنا خاصا مشکل ہوتا ہوگا۔

اس کے علاوہ کئی اور وجوہ بھی ہوں گی، جن کے پیشِ نظر انگریز حکومت برصغیر میں قادیانیت کو فروغ دینا چاہتی تھی اور یہ بات تو کسی سے مخفی نہ ہوگی کہ یہ پودا ان کے ہی ہاتھوں کا لگایا ہوا تھا۔ (بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زریں اُصول)

قادیانیت کا پودا انگریزوں نے کس طرح کاشت کیا؟

قادیانت کا پودا انگریزوں نے کس طرح کاشت کیا؟ اس کے لئے چند اُمور کو جاننے کی اشد ضرورت ہے۔

(1) ہندوستان کے برطانوی عہد میں والیان ریاست انگریزوں کے دل سے وفادار تھے، انہیں یوں سمجھا جائے جیسے وائسرائے دہلی کے سامنے صوبوں کے گورنر ہوتے ہیں۔ کشمیر کی مسلم ریاست میں راجہ ہری سنگھ کی حکومت تھی اور راجہ بذاتِ خود انگریزی عملداری کا وکیل تھا۔ انگریزوں نے جو کام لینا ہوتا تھا، وہ ان والیانِ ریاست کے ذریعہ بآسانی لے سکتے تھے۔

(2) ریاست جموں اور سیالکوٹ ساتھ ساتھ ہیں، راجہ ہری سنگھ (مہاراجہ کشمیر) کے شاہی طبیب، بھیرہ (ضلع سرگودہا) کے ایک حکیم تھے، اُن کا نام نورالدین تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان میں کچھ شرمناک کاموں میں ملوث ہوا اور قادیان چھوڑ کر مجبوراً سیالکوٹ آ گیا اور ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں بطور عرضی نویس ملازم ہو گیا۔ یہیں حکیم نورالدین اور مرزا غلام احمد قادیانی میں دوستی ہوئی۔ بعد ازاں پھر ایسا وقت آیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جب قادیان آیا تو کچھ وقت کے بعد حکیم نورالدین بھی قادیان آ گیا۔ حکیم نورالدین قرآن وحدیث کے عالم تھے، **اہل حدیث (غیر مقلد)** مسلک رکھتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ میں عملیات میں لگ گیا، معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو عملیات پر حکیم نورالدین نے ہی لگایا ہوگا۔

(3) مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین میں اس وقت کس کی شہرت زیادہ تھی، حکیم نورالدین تو راجہ ہری سنگھ (مہاراجہ کشمیر) کے شاہی طبیب تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی اس وقت گمنامی کی حالت میں تھا، کیونکہ وہ قادیان سے سیالکوٹ محض اس لئے آ گیا تھا کہ اب اسے قادیان رہنے میں شرم محسوس ہوتی تھی، اب ظاہر ہے جو گمنامی میں وقت بسر کر رہا ہو، ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں معمولی عرضی نویس ہو، اس کی

وائسرائے ہند تک کیسے رسائی ہوگی؟ اس میں مرکزی کردار حکیم نورالدین ہی کا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی سیالکوٹ کی ملازمت **1864**ء سے **1868**ء تک ہے۔

(4) حکیم نورالدین کی نشاندہی پر راجہ ہری سنگھ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا پتہ چلا اور راجہ ہری سنگھ نے وائسرائے تک یہ بات پہنچائی کہ ایک شخص ایسا مل گیا ہے، جو مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور جہاد کو منسوخ قرار دے۔ اپنے عملیات کے بل بوتے پر وہ کچھ شعبدے دکھائے اور اسے کچھ ایسے لوگ مل جائیں جو اسے اپنا حضرت اور پیر مان لیں، یہ وہ ترتیب تھی، جس سے اس پودے کی برطانیہ کے حق میں کاشت ہوئی۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زرّیں اصول)

اہل ایمان کے برخلاف قادیانی یہ گمراہ کن عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے اور اس کی جھوٹی نبوت کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں نے نہایت کفریہ اور گمراہ کن تحریریں لکھی ہیں، جو اسلامی عقائد کے سراسر خلاف ہیں۔ قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا برملا آغاز کیا نیز رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اہل بیتؓ اور اولیائے کرامؒ کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کیے۔ قادیانیوں کی اس ناپاک حرکتوں کی وجہ سے نہ صرف برصغیر پاک وہند، بلکہ پوری دُنیا کا امن وامان متاثر ہوا، مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور پورے عالم میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی عبرت ناک موت

مرزا غلام احمد قادیانی اکثر یہ دعویٰ کیا کرتا تھا:

”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں“

لیکن ..... وہ برانڈرتھ روڈ لاہور کی لیٹرین میں مرگیا۔

(بحوالہ: شعورِ ختم نبوت اور قادیانیت شناسی)

مرزا غلام احمد قادیانی 26 رمئی 1908ء بروز منگل وبائی ہیضہ میں مبتلا ہوکر نہایت عبرت کی موت مرگیا۔ میر ناصر نواب (مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر) لکھتے ہیں:

حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا، جب آپ کو تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا، جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

”میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے“

اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔

(حیاتِ ناصر، ص 14 مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی)

علماءِ حق اور قادیانی گروہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ اور گمراہ کن تحریروں کی وجہ سے کسی مسلمان یا عالم دین کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ خاموش رہ سکتا۔ اس بناء پر علمائے لدھیانہ (اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے لئے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں جن علماء کرام نے اس کا ہر محاذ پر اور ہر میدان میں تعاقب اور مقابلہ کیا، ان میں مولانا عالم آسیؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم

پٹیالویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ، مولانا کرم دینؒ بھیں والے، مولانا عبدالحق غزنویؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حافظ محمد شفیع سنکھترویؒ نمایاں ہیں۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد جب یہ فتنہ ایک مستقل اور منظم جماعت کی شکل اختیار کر گیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں محدث العصر حضرت سیّدانور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کو متوجہ کر دیا۔ انہوں نے علمی محاسبہ کے ساتھ ساتھ جماعتی طور پر مقابلہ کرنے کے لئے مجلس احرارالاسلام کے سرخیل خطیب ہند حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں امیر شریعت مقرر کیا اور ان کی پوری جماعت کو ان کے مقابلہ میں لاکھڑا کر دیا۔ میدانِ مناظرہ میں آپ کے فاضل شاگرد مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ کو تیار کر دیا۔ آج دُنیا بھر میں قادیانیت کے محاذ پر جس قدر کام ہو رہا ہے، یہ سب فیض حضرت سیّدانور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زرّیں اُصول)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ فتنہ قادیانیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے، قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں''۔

(بحوالہ: شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی)

تقسیم ہند کے حوالے سے قادیانیوں کے بیانات

(1) ''ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک

پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے"۔

(تقریر مرزا محمود احمد قادیانی، الفضل قادیان، 12/ اپریل 1947ء)

(2) "میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ متحد ہو جائیں"۔

(تقریر محمود احمد قادیانی، الفضل قادیان، 16/ مئی 1947ء)

(3) ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (مسلم اور ہندو) الگ الگ رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ یہ دوری جلد دور ہو جائے، بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے"۔

(روزنامہ الفضل، مورخہ 17/ مئی 1947ء)

ظفر اللہ خان قادیانی بطور وزیر خارجہ پاکستان

1947ء میں پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ قادیانیوں نے انگریزوں سے گٹھ جوڑ کر کے ظفر اللہ خان قادیانی کو پہلے مسلم لیگ کا وکیل مقرر کیا اور پھر پاکستان بننے کے بعد وزیر خارجہ کے منصب پر فائز کیا۔ بعض دیگر اہم کلیدی اسامیوں پر بھی قادیانی براجمان ہوگئے۔ جناب رائے کمال صاحب تحریر کرتے ہیں:

"پاکستان کی پہلی کابینہ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز وائسرائے کے دباؤ کے تحت قائداعظم محمد علی جناح کو بادل نخواستہ بعض ایسے فیصلے کرنے پڑے، جن میں قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کا تقرر، جوگندر ناتھ منڈل کو وزیر قانون بنانا اور آزاد پاکستان کی افواج کا کمانڈر انچیف ایک انگریز جنرل (ڈگلس گریسی) کو بنانا شامل ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ظفر اللہ خان قادیانی کی باؤنڈری کمیشن میں پاکستان موقف کی وکالت سے دل برداشتہ ہو کر قائداعظم محمد علی جناح انہیں کسی طرح بھی وزیر نہیں بنا رہے تھے،

مگر انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا، بلکہ یہاں تک دھمکی دی اگر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ نہ بنایا تو اختیارات کی منتقلی کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔

(بحوالہ: سازشوں کا دیباچہ، قادیانیت از راۓ کمال، ص 195)

قائداعظم محمد علی جناح نے ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنا تو لیا، مگر اس کی کارکردگی سے کبھی مطمئن نہیں ہوئے۔ 1948ء میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے خدشات کا برملا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

"قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں، میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات کرنے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے"۔

(بحوالہ: قادیانیت کا سیاسی تجزیہ، ص 475)

افسوس! اس مناسب وقت سے قبل، جس کا قائداعظم محمد علی جناح کو انتظار تھا، آپ 11 ستمبر 1948ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے تین دن بعد 14 ستمبر 1948ء کو انگریز گورنر فرانس موڈی کی خاص دلچسپی سے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے 1033 ایکڑ، 7 کنال اور 8 مرلے اراضی انجمن احمدیہ کو ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے دے دی گئی۔ قادیانیوں نے اپنا مرکز قادیان سے ربوہ منتقل کر لیا اور حکومت پاکستان کے مقابلے میں ایک متوازی حکومت قائم کر لی۔ جماعت کا لیڈر امیر المؤمنین بن بیٹھا، وزارتوں کے مقابلہ میں نظارتیں قائم ہو گئیں، افواج پاکستان کے مقابلے میں خدام الاحمدیہ کا ظہور ہوا اور ربوہ میں کسی غیر احمدی کا داخلہ قانوناً بند کر دیا گیا۔

(ماہنامہ لولاک، شمارہ اپریل 2001ء)

مہاتما گاندھی کے قتل پر قادیانی سربراہ نے پنڈت نہرو کے نام تعزیت نامہ کا پیغام ان الفاظ سے بھیجا:

"خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے زبردستی نکالا گیا ہے، مگر ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں"۔

(بحوالہ: مسئلہ کشمیر اور قادیانی امت، ص **95**)

پاکستان کا سب سے پہلا سیاسی مسئلہ

صوبہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ میں تبدیل کرنے کی تجویز **1948** ء میں مرزا محمود احمد قادیانی نے ان الفاظ میں پیش کی:

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ لاکھ ہے، زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے، لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو مشکل نہیں۔ پس جماعت اگر اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ ایسا ہوگا، جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ پس میں جماعت کی توجہ اس بات کی طرف دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے، اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں، پس جدوجہد کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنا لو تا کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے"۔

(مرزا محمد احمد قادیانی کا بیان، الفضل **13** / اگست **1948**)

پاکستان بنے جب چھ سال ہوگئے تو یہاں پہلا سیاسی مسئلہ اٹھا کہ قادیانیوں کو آئین میں بھی ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، یہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا

خلوص تھا کہ پاکستان بنتے ہی مجلس احرار اسلام نے سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً اسی مسئلہ پر اپنی زندگی وقف کر دی اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جو کچھ کہا تھا، وہ ہو کر رہا اور قادیانی اس ملک میں قانونی طور پر بھی غیر مسلم ٹھہرے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ آواز صرف پاکستان میں نہیں، بلکہ دنیا کے مختلف گوشوں میں سنی گئی۔

فتنہ قادیانیت: امن عالم کو تہ و بالا کرنے والا فتنہ

قادیانیوں کی کفریہ اور گمراہ کن سرگرمیوں کی وجہ سے نہ صرف عالم اسلام کو دھچکا لگا، بلکہ سارے عالم میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو اس فتنے کی خبر ہوتی گئی تو ان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے **1952**ء کو قادیانیت کا سال قرار دیتے ہوئے، جنوری **1952**ء میں قادیانی خلیفہ مرزا محمد احمد نے یہ اعلان مشتہر کروایا:

"ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ کام اور محنت کریں تو 1952ء میں ایک انقلاب بپا کر سکتے ہیں، 1952ء گزرنے نہ دیجئے کہ احمدیت کا رعب دشمن (مسلمان) اس رنگ میں محسوس نہ کرلے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی گود میں آگرے"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، 6/جنوری **1952**ء)

اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے **13**/جولائی **1952**ء کو لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جبکہ **16** اور **18**/جولائی **1953**ء کو کراچی میں جلسہ منعقد ہوا، جس میں قادیانی فرقے کے مکمل مقاطعے کی تجویز کی منظوری کے ساتھ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا، ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کرنے اور تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو ہٹانے کے مطالبے کیے گئے۔ حکومت پاکستان نے مطالبات مسترد کر دیے، جس پر تحریک ختم نبوت چلائی گئی۔

تحریکِ ختم نبوت

ان حالات میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور پانچ سو بیعت کرنے والے علماءِ کرام اور تمام مکاتب فکر کے بزرگوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، دین کی بقاء کے لئے اور پاکستان کے اسلامی تشخص کے لئے میدانِ عمل میں اُتر آئیں۔ پنجاب میں حکومت نے مارشل لاء لگایا، تمام رہنما اور اکابرین گرفتار کر لئے گئے۔ ہزاروں نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک لاکھ سے زائد علماء کرام اور جانثاران ختم نبوت پابند سلاسل ہوئے۔ حکومت وقتی طور پر تحریک کو ٹھنڈا کرنے میں کامیاب ہوگئی، مگر اس تحریک سے نہ صرف پاکستان، بلکہ پورے عالم میں مسلمانوں کے دلوں میں قادیانیوں کی نفرت بیٹھ گئی اور قادیانیت ایک گالی بن گئی۔ **1954**ء میں دوبارہ علماء کرام جمع ہوئے اور مجلس تحفظ ختم نبوت ازسرِ نو فعال ہوئی۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ بخاریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے اور دیگر علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی۔

1974ء تک مختلف کانفرنسوں اور مجلسوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبات ہوتے رہے۔ حکام سے ملاقاتیں کی گئیں، اس دوران سقوط ڈھاکہ کا واقعہ پیش آیا، جس میں قادیانیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ ادھر پاکستان میں قادیانیوں کا اثر و رسوخ اتنا بڑھ گیا کہ ربوہ (چناب نگر) کو انہوں نے ایک اسٹیٹ کی حیثیت دے دی۔ مسلح فورس ''الفرقان'' کے نام پر تشکیل دی۔ **22** مئی **1974**ء کو نشتر کالج ملتان کے طلباء ربوہ (چناب نگر) کے ذریعے تفریحی سفر پر جارہے تھے تو ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے ان کو لٹریچر دیا، جس پر طلباء نے احتجاج کیا، لڑائی ہوتے ہوئے رہ گئی۔

29 / مئی 1974 کو واپسی پر مرزا طاہر کی قیادت میں ایک ہزار مسلح افراد ان نہتے طلباء پر لاٹھیوں، برچھیوں اور سریوں کے ساتھ ٹوٹ پڑے۔ مار مار کے طلباء کو لہولہان کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع فیصل آباد پہنچی تو مولانا تاج محمود، مفتی زین العابدین اور دیگر علماءِ کرام جمع ہوئے، فوری طور پر ان کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا سیّد محمد یوسف بنوری تھے، ان کو اطلاع کی گئی، فوری طور پر جماعت کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ بھرپور تحریک چلائی جائے۔ مولانا مفتی محمود قائدِ حزبِ اختلاف کی حیثیت سے قیادت کر رہے تھے۔ اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، نوابزادہ نصر اللہ خان موجود تھے۔ فوری طور پر ان کا اجلاس ہوا، تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تشکیل پائی۔

الحمدللہ! مولانا شاہ احمد نورانی نے 44 ممبران کے دستخطوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل پیش کیا۔ 15 / جون 1974ء کو ملک گیر ہڑتال میں عوام نے بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا، قادیانیوں سے سماجی بائیکاٹ کا اعلان ہوا۔

الحمدللہ! تحریکِ ختم نبوت نہ صرف اسمبلی کے اندر جاری تھی، بلکہ اسمبلی کے باہر بھی پوری قوم سراپا احتجاج تھی۔ شمعِ ختم نبوت کے پروانے ہر گلی کوچے میں تحریک ختم نبوت کا علم بلند کیے ہوئے تھے۔ مولانا سیّد محمد یوسف بنوری کی قیادت اور دیگر اکابرین کی رہنمائی، جن میں مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد حیات، ملک اکبر ساقی، جان محمد عباسی، مولانا مودودی، شورش کاشمیری اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، دینی اور مذہبی قائدین، سیاسی عمائدین اور اسلامیانِ پاکستان نے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

ابتدائی طور پر حکومت نے حسب سابق تحریک کو دبانے کی کوشش کی، مگر عوامی سیلاب کے آگے بند باندھنا اس کے لئے ممکن نہ رہا تو قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر بل پر بحث شروع ہوئی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی احمد الرحمٰن، جسٹس محمد تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق، قاری سعید الرحمٰن، مولانا محمد شریف، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پر مشتمل کمیٹی مواد مہیا کرتی، مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق اسے ترتیب دیتے، مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ اسمبلی میں اس کو پیش کرتے۔ مرزا ناصر اور مرزا صدر الدین وغیرہ کو بلایا گیا، ان پر **یحیٰ بختیار** کے ذریعے **مفتی محمود** نے جرح کی۔

قومی اسمبلی کے ممبران کی موجودگی میں مولانا مفتی محمود نے مرزا ناصر کی زبانی، مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ **''عقیدہ''** کہلوادیا کہ

ممبران اسمبلی سمیت ایک ارب سے زائد مسلمان

جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے،

وہ پکے کافر ہیں۔

الحمد للہ! مورخہ **7** ستمبر **1974** کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترامیم عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر قانون کے ذریعے پیش کی جسے قومی اسمبلی نے منظور کرلیا۔ وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو، قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، دینی اور مذہبی قائدین، سیاسی عمائدین اور اسلامیانِ پاکستان نے اظہار تشکر کیا۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ شانہٗ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کی **90** سال کی طویل جدوجہد سے عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی کا اعلان ہوا۔

قادیانیوں کے متعلق قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلے کا متن

حزبِ اختلاف کی قرارداد

حزبِ اختلاف نے 30 رجون 1974ء کو قادیانیوں کے حوالے سے درج ذیل قرارداد قومی اسمبلی میں پیش ہوئی:

جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

☆ ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆ نیز ہرگاہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوشش، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

☆ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

☆ نیز ہرگاہ کہ پوری امتِ مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما، کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

☆ نیز ہرگاہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور

پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

☆ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں، جو سعودی عرب میں مکہ المکرّمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 تا 10 / اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دُنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا سیّد محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، چوہدری ظہور الٰہی، شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، عبدالحمید جتوئی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، محمود اعظم فاروقی، صدر الشہید اللہ، عمرہ خان، مخدوم نور محمد، غلام فاروق، سردار مولا بخش سومرو، سردار شوکت حیات خان، حاجی علی احمد تالپور، راؤ خورشید احمد خان، رئیس عطا محمد خان مری۔

بعد میں دیگر ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے:

نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، غلام حسن خان دھاندلا، کریم بخش اعوان، محمد نذیر سلطان، مہر غلام حیدر بھروانہ، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ صفی اللہ، صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری، ملک جہانگیر خان، عبدالسبحان خان، اکبر خان مہمند، میجر جنرل (ریٹائرڈ) جمالدار، حاجی صالح محمد، عبدالمالک خان، خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سرکاری ترمیمی بل

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی عوامی تحریک کے حوالے سے 7/ستمبر 1974ء کو شام چار بجے قومی اسمبلی کا ایک فیصلہ کن اجلاس ہوا، جس میں وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔ اس سرکاری بل کا متن درج ذیل ہے:

"آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے بل"

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

1: مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔

(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2: آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔

دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

3: آئین دفعہ 260 میں ترمیم:

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی (3) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض اور وجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے، تا کہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا، یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کافر کیوں ہیں؟

مرزا قادیانی اور اس کے متبعین مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(1) مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

(2) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بن باپ ولادت کا انکار

(3) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع آسمانی اور قربِ قیامت میں ان کے دوبارہ آنے کا انکار۔

(4) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نا قابلِ بیان گستاخیاں۔

(5) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اہانت خصوصاً خاتم الانبیاء حضور اقدس ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی۔

(6) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے انکار۔

(7) اسلامی فریضہ جہاد کا انکار۔

(8) مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر۔

(بحوالہ: ردِّ قادیانیت کے زرّیں اُصول)

☆ مجاھدینِ ختم نبوت کا اعزاز

الحمد للہ ! اُمّتِ مسلمہ نے سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی ناموس اور عزت و حرمت پر قربان ہوتے ہوئے ہر دور کے جھوٹے نبی اور اُس کی جھوٹی نبوت، دونوں کو ہی دفن کر دیا۔ بلا شبہ ختم نبوت کی مبارک محنت میں سرِ فہرست خلیفہ اوّل امیر المومنین سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، خلفائے راشدینؓ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت ہے، جنہوں نے ختم نبوت کا حق ادا کیا۔ بعد ازاں تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ کرامؒ، محدثین و مفسرین کرامؒ، اولیاء عظامؒ اور

علماءِ ربّانی ؒ ، یہ سب پاکیزہ ہستیاں مجاہدین ختم نبوت تھے، اللہ تبارک تعالیٰ ان مقدس ہستیوں کو اپنے شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ہر مسلمان کو ختم نبوت کا مجاہد بنائے۔

الحمدللہ ! وہ مجاہدین جن کا جینا مرنا ختم نبوت کے لئے تھا، جو ساری زندگی سارقانِ ختم نبوت پر شاہین بن کر جھپٹتے رہے، جنہوں نے اپنی کڑیل جوانی کا خون دے کر چراغِ ختم نبوت کو روشن رکھا جنہوں نے اپنی لاشوں کا بند باندھ کر مسلمانوں کی نوخیز نسل کو دریائے ارتداد میں ڈوبنے سے بچالیا، جنہوں نے عمر عزیز کی جوانی کی بہاریں جیل کی کال کوٹھریوں میں گزاردیں، جن کے دست و بازو تو قلم ہو گئے لیکن انہوں نے پرچم ختم نبوت کو گرنے نہ دیا، جنہوں نے کالی سڑکوں پر اپنے خون سے ختم نبوت زندہ باد رقم کیا، جنہوں نے جابر حکمرانوں کے ایوانوں میں 'لا نبی بعدی'' کے نعرے بلند کئے ..... اُن مجاہدین ختم نبوت کی عظمت کو سلام۔

فتنہ قادیانیت، چودھویں صدی کا عظیم فتنہ ہے، جسے انگریز نے اپنے مقاصد کے لئے اسے جنم دیا اور پھر اس کی پشت پناہی کرتے ہوئے اسے پوری دُنیا میں متعارف کروایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے فضل و کرم سے علماءِ اُمّت نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں ہی اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا، جو اب تک جاری ہے اور جب تک یہ فتنہ دُنیا میں باقی ہے، ختم نبوت کے مجاہدین اور خدام اس کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

(بحوالہ: ردّ قادیانیت کے زریں اُصول)

الحمدللہ ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں تو بے شمار اپنے نیک بندوں کو خواب میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی سعادت نصیب فرمائی ہے، ذیل میں تبرکاً چند واقعات اُن اہل اللہ کے تحریر کیے جاتے ہیں، جنہیں ختم نبوت کے اعزاز

میں یہ سعادت نصیب ہوئی:

☆ مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، صوبہ بہار سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا زیادہ وقت وظائف، عبادات اور مجاہدات میں گزرتا تھا۔ انہیں کئی بار خواب میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، انہوں نے نہایت ادب واحترام سے صلوٰۃ وسلام پیش کیا، حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا!

محمد علی! تم وظیفے پڑھنے میں مشغول ہو اور قادیانی میری ختم نبوت کی تخریب کررہے ہیں، تم ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کی تردید کرو۔

مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، اس مبارک خواب کے بعد نماز فرض، تہجد اور دُرود شریف کے علاوہ تمام وظائف ترک کردیے، دن رات ختم نبوت کے کام میں منہمک ہوگیا۔ (بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

☆ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجاز کے مبارک سفر میں مکہ معظمہ **(1890)** ء میں میری ملاقات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، جو صاحب کشف بزرگ تھے، انہوں نے مجھے شدید اصرار اور تاکید سے حکم دیا کہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ (فتنہ قادیانیت) ظاہر ہونے والا ہے، لہٰذا تم وطن واپس چلے جاؤ، تم اگر بالفرض اپنے گھر میں بیٹھے بھی رہے تو یہ فتنہ ترقی نہ کرسکے گا، علماءِ عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے اور اس طرح ملک میں امن رہے گا، چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کشف کو مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی

خواب میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے انہیں حکم فرمایا!

مرزا قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا اور تو خاموش ہے۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

☆ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ حجاز مقدس میں تھے اور حضرت کا ارادہ تھا کہ بقیہ عمر دیارِ حبیب ﷺ میں ہی گزاروں، لیکن ایک رات رحمۃ للعالمین، سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

مدینہ طیبہ سے میری زیارت کے بعد پاکستان جانا، وہاں میری نبوت پر کتے لپکے ہوئے ہیں، تم بھی اس کی حفاظت کرو اور عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام پہنچا کہ کہہ دینا کہ وہ اسی کام پر ڈٹا رہے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کا جب یہ پیغام ملا تو کچھ عرصہ کے بعد دہلی دروازہ لاہور میں امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ختم نبوت کے موضوع پر تقریر ہوئی، تقریر کے دوران میں ایک بار روالہانہ جھوم کر فرمایا، میں تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ شانہٗ کے فضل سے باز آنے والا نہیں تھا، مگر اب تو ''سونے'' یعنی محبوب ﷺ کا پیغام آگیا ہے، ہاں! ہاں! میرا سب کچھ ختم نبوت کی حفاظت پر قربان ہو جائے تو پرواہ نہیں۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

☆ حضرت مولانا رسول خانؒ نے جو بہت بڑے محدث تھے، فرمایا کہ ایک خواب میں رحمۃ للعالمین، سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سنہری طشت میں ایک دستار مبارک لائی گئی، حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا!

اُٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ بخاری کے سر پر (دستار) باندھ دو، میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لئے بہت سارا کام کیا ہے۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

☆ **1953-54**ء کی تحریک ختم نبوت میں جب سارے مرکزی رہنما اور لیڈر گرفتار ہوئے تو مولانا غلام غوث ہزاروی کو مرکزی قیادت کی طرف سے حکم ملا کہ پیچھے رہ کر کام کریں اور گرفتاری نہ دیں، مگر جب لاہور کے حالات قابو سے باہر ہو گئے اور تحریک کی طاقت ومقبولیت کے مظاہر سامنے آ گئے تو حکومت نے قوم کے مطالبہ کو ماننے کی بجائے لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے اسے فوج کے حوالے کر دیا۔ فوج نے چارج سنبھال کر یہ معلوم کیا کہ یہ تحریک ایسے پروگرام اور منظم طریقے سے کون چلا رہا ہے کہ مارشل لاء کے باوجود تحریک رُکتی نہیں اور بڑھتی جاتی ہے؟ چنانچہ فوجی افسروں کو معلوم ہوا کہ یہ ساری گرماگرمی مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کے چند رفقاء کار کے دَم خم سے قائم ہے، جب تک وہ گرفتار نہ ہوں، تحریک دَب نہیں سکتی۔ چنانچہ ان کی گرفتاری کے لئے متعدد جگہوں پر چھاپے مارے گئے، مولانا ہزاروی کے رفقاء کار مولانا عبدالستار نیازی وغیرہ

گرفتار ہوگئے، مگر مولانا ہزاروی ان کے ہاتھ نہ لگے۔

فوج نے اعلان کردیا کہ مولانا غلام غوث ہزاروی جہاں ملیں، انہیں گولی ماردی جائے اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو شخص مولانا ہزاروی کو زندہ یا مردہ گرفتار کرائے گا، یا ان کی گرفتاری میں مدد پہنچائے گا، اسے دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا، اس اعلان کے بعد حالات سخت سے سخت تر ہوگئے، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ولی کو فوجی زعماء بھی شکست نہ دے سکے، مولانا غلام غوث ہزاروی خود فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات مخفی رکھی اور کسی کو نہیں بتائی، فرمایا! جب میں روپوش تھا، پولیس اور فوج میری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی، مجھے اس وقت سخت پریشانی لاحق ہوئی، اپنی حالت سوچتا تھا کہ اگر گولی سے مارا جاتا ہوں تو یہ بزدلی کی موت ہوگی اور اگر گرفتاری کے لئے ظاہر ہوتا ہوں تو مرکز کے حکم کی خلاف ورزی ہے، اس پریشانی میں تین دن گزر گئے، تیسرے روز جبکہ میں کچھ نیند اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا کہ سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، حضور اقدس ﷺ کی زیارت مبارکہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھ کر فرمایا!

مولوی غلام غوث تم نے میری ناموس کے لئے قربانی دی ہے،

تم پریشان مت ہو، کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،

اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ وناصر رہے گا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو طبیعت میں زیارتِ نبوی ﷺ سے بشاشت کے ساتھ کامل اطمینان پیدا ہوگیا، پھر اس کے بعد بہت سی تکالیف آئیں، مگر قطعاً پریشانی نہیں ہوئی اور اس کے بعد ہی میں پولیس اور فوج کو جل دے کر لاہور سے باہر چلا گیا۔ لاہور میں جب تک رہا، ایسے اوقات بھی آئے کہ پولیس اور فوج

والے میری امامت میں نماز پڑھتے رہے، لیکن حفاظتِ الٰہی اور بشارتِ نبوی ﷺ کا نتیجہ تھا کہ پہچان نہ سکے۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

☆ حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں مجھے یہ بیان کرنے سے منع فرمایا تھا، لیکن اب اس کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک صاحب نسبت بزرگ نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کی طرف سے حضرت مفتی محمود صاحبؒ کو ان الفاظ میں پیغامِ بشارت دیا گیا:

میری طرف سے آپ کو سلام کہیں، ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے قوت وطاقت کے طلبگار رہوں، ہمیشہ حق بات کہیں، اللہ تعالیٰ سچ اور حق کہتا ہے اور وہی صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

میں نے جب عرض کیا کہ حضرت! سفرنامے میں اس کو شائع کیا جائے، پہلے تو کچھ نہ کہا، جب ریاض جانے کے لئے مدینہ منورہ ایئرپورٹ کی طرف جا رہے تھے تو از خود فرمایا کہ اس خواب کو مت لکھو، اس سے خودستائی کا پہلو نکل آئے گا۔

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

سبحان اللہ! یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنی محنت وذہانت سے ڈاکٹر اور انجینئر تو بن سکتا ہے، اپنی ذکاوت سے عالم اور اسکالر تو بن سکتا ہے، جہدِ مسلسل سے محدث و مفسر تو بن سکتا ہے، تقویٰ وعبادت سے ولی اللہ تو بن سکتا ہے، لیکن وہ ذکاوت وذہانت، عبادت وریاضت اور تزکیہ وتربیت سے نبی نہیں بن سکتا، کیونکہ نبوت کسبی چیز نہیں ہے

کہ محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے، بلکہ نبوت وہبی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے حضور اقدس، رحمۃ للعالمین، سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیّین، حضرت محمد ﷺ پر رسالت ونبوت کو ختم فرما دیا ہے، لہٰذا اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔

میری **قادیانیوں** سے اپیل ہے:

خدارا! اپنی جانوں پر ترس کھاؤ،

دلوں کے اندھے اور آنکھوں کے نابینا نہ بنو..... اور

حق کو پہچانو۔

میرے آقا، حضور اقدس، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ آخری نبی ورسول ہیں..... آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں..... اب قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے۔

خدارا! دینِ حق کی طرف لوٹ آؤ،

جسے پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ لے کر آئے ہیں اور جس دین میں خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کا تصور بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ذات امّت مسلمہ کو ناموس و عظمتِ رسالت ﷺ کی حفاظت و پاسبانی کے لئے تن، من، دھن قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں زمرہ غلامان محمد ﷺ میں حشر فرماویں۔ (آمین)

باب نمبر 27

رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں حقوق انسانی اور امن عالم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل واکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے، پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب ہے، جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

(مشکوٰۃ شریف)

الحمدللہ ! اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مخلوق میں مسلم، غیر مسلم، حیوان سب ہی داخل ہیں، ہر مخلوق کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کا برتاؤ کرنا اسلام کی تعلیم ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل حقوق انسانی کا چارٹر دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے اس اسلامی

منشور کی ہر دفعہ پر خود عملی نمونہ پیش فرمایا جو کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر سارے انسان رحمۃ للعالمین، سیّد الانبیاء والمرسلین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوں جائیں تو سارا عالم امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا اور دنیا کی زندگی جنت کا نمونہ بن جائے۔ ذیل میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں حقوق انسانی کے اہم پہلوؤں کی وضاحت کی جاتی ہے:

☆ مذہبی حقوق

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات محبت واخوت، مساوات وانصاف، امن وسلامتی اور رواداری وخیر خواہی پر مشتمل ہے۔ اسلام میں کوئی جبر اور سختی نہیں ہے، ہر شخص خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اسے مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس میں کسی کو مزاحم یا خلل انداز ہونے کا حق نہیں۔ میثاق مدینہ اسلامی ریاست کا پہلا تحریری دستور نامہ ہے، اس کے مطابق رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے غیر مسلموں کو جو حقوق دیئے، وہ بھی تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا آغاز ہیں، اس فراخدلی سے اقلیتوں کو حقوق دینا اور وہ بھی ایک نظریاتی مملکت میں، اس کی مثال اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔

☆ غیر مسلم رعایا کے حقوق کی دستاویز جو رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ اور نجران کے عیسائیوں کے درمیان تیار ہوئی، اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل تحریر کیا جاتا ہے:

"نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمینیں، ان کا مال، ان کے حاضر و غائب، ان کے قافلے، ان کے قاصد، ان کی صورتیں، اللہ تعالیٰ کی امان اور اس کے رسول ﷺ کی ضمانت میں ہیں۔ ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی اور نہ مورتیں بگاڑی جائیں گی۔ کوئی اسقف اپنی اسقفیت سے، کوئی راہب اپنی رہبانیت سے، کلیسہ کا کوئی منتظم اپنے عہدہ سے نہیں ہٹایا جائے گا۔ زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون بہا کا بدلہ نہ لیا جائے گا اور نہ زبردست ان سے فوجی خدمت لی جائے گی، ان پر عشر نہیں لگایا جائے گا، اسلامی فوج ان کی سرزمین کو پامال نہیں کرے گی، حقوق کی ادائیگی میں کامل انصاف کیا جائے گا، نہ ان کو ظلم کرنے دیا جائے اور نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا"۔ (بحوالہ: آئینہ اسلامیات)

☆ معاشرتی حقوق

انسانی مساوات

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں، جو اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اُس پاک ربّ نے ساری انسانیت کے لئے

دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اسلام نے یہ تصور پیش کیا کہ معاشرتی لحاظ سے سب انسان برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر اگر فضیلت و برتری ہے تو صرف نیکی کے معیار پر ہے۔ رنگ، نسل، خون اور ذات برادری، ان میں کوئی چیز بھی معیارِ فضیلت نہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○

(الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو، اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا!

لوگو! بے شک تمہارا ربّ ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے سبب۔ (مشکوٰۃ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا!

اے گروہ قریش! اب جاہلیت کا غرور اور حسب ونسب کا افتخار اللہ تعالیٰ نے مٹادیا، تمام لوگ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں اور

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے بنے تھے۔ (مسند احمد)

☆ غزوہ خندق کے موقع پر جب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خندق کھود رہے تھے تو آپ ﷺ بھی مزدوروں کی طرح کام کر رہے تھے۔

(بحوالہ: آئینہ اسلامیات)

☆ ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا، سب کو کام بانٹا گیا، جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! یہ کام بھی ہم ہی کرلیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا! سچ ہے، لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے کو ممتاز کروں، اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

(بحوالہ:ا آئینہ اسلامیات)

اخوت

اسلامی اخوت درحقیقت ان باہمی اخوت کا جامع نام ہے جو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے پوری امت مسلمہ پر لازم قرار دیئے ہیں، جن کی بنیاد محبت، الفت، اخلاص، ہمدردی اور خیر خواہی پر ہے۔ ایک شخص جونہی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، وہ اسلام کی عالمگیر برادری کا رکن بن جاتا ہے، خواہ اس کا تعلق کسی علاقے، خاندان اور رنگ ونسل سے ہو۔ لہٰذا اسلامی اخوت کی بنیاد کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پر ہے، دوسرے الفاظ میں یہ کلمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ﷺ کے ساتھ حلفِ وفاداری ہے۔ اخوت کا رشتہ خون کے رشتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ رحمۃ للعالمین،

حضور اقدس ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اخوت اسلامی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

چند احادیث مبارکہ مندرجہ ذیل تحریر کی جاتی ہیں:

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ (مستدرک حاکم، طبری)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اُسے رسوا کرتا ہے، نہ اُس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اُس کی تحقیر کرتا ہے۔(مسلم شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نہ آپس میں بغض رکھو، نہ آپس میں کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اے اللہ کے بندو! ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاؤ۔

(صحیح مسلم)

انسانی جان، مال اور آبرو کا تحفظ

اسلام کے نزدیک کسی ایک انسان کا ناحق قتل ساری انسانیت کا قتل ہے اور کسی ایک کی جان بچانا ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢبِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ط

(المائدۃ : ۳۲)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے بغیر فساد کرنے کے ملک میں،
پس اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

اسی طرح اسلام انسانی جان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط

(بنی اسرائیل: ۳۳)

ترجمہ: اور نہ مارو اس جان کو جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر۔

 رحمۃ للعالمین ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا!

تمہاری جان، مال اور آبرو قیامت تک کے لئے اسی طرح عزت و احترام کے مستحق ہیں، جس طرح آج (حج) کا دن قابل احترام ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

★ رحمۃ للعالمین، محسن انسانیت، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

عدل و انصاف

الحمد للہ! اسلام عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ عدل و انصاف یہ وہ بڑا حق ہے جو اسلام نے تمام انسانوں کو دیا ہے، جس کی پامالی کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے فتنے اور فساد رونما ہو رہے ہیں۔ عدل و انصاف سے مراد یہ ہے ہر شخص کو اس کا حق ٹھیک ٹھیک دینا اور کسی پر زیادتی نہ کرنا ہے۔

 رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات قسم کے آدمیوں کو اپنے عرش کے سایے میں جگہ عطا فرمائے گا اور اس میدان میں اس سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے پہلا شخص عادل حاکم ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جو لوگ اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں سے عدل و انصاف کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ (آئینہ اسلامیات)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

عادل سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔ (آئینہ اسلامیات)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تین شخص جنتی ہیں، پہلا وہ شخص جو عدل کرے اور اسے نیکی کی توفیق ملے، دوسرا وہ شخص جو ہر کسی کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ نرم دل اور رحیم ہو، تیسرا وہ پاکباز شخص جو عیالدار ہونے کے باوجود حرام خوری اور سوال سے بچا رہے۔ (مسلم شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا، کچھ لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ذریعے حضور اقدس ﷺ سے سفارش کی، جن سے آپ ﷺ کو بہت انس تھا، لیکن آپ ﷺ نے یہ سفارش نہ مانی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

پہلی امتیں اسی لئے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے امیروں اور غریبوں کے لئے الگ الگ قانون بنا رکھے تھے، اگر کوئی امیر آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور اگر غریب پکڑا جاتا تو اسے سزا دی جاتی۔ اللہ کی قسم! اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری

کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا۔ (آئینہ اسلامیات)

اتحاد و اتفاق

الحمدللہ! اسلام باہمی اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتا ہے تا کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور آپس میں تفرقہ نہ کریں۔ اس سلسلہ میں رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کی احادیث مبارکہ تحریر کی جاتی ہیں:

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک عمارت، ایک جزو دوسرے کو قوت دیتا ہے، پھر اپنی انگلیوں کو ملا کر مثال بتائی، اس طرح ایک دوسرے سے مل کر قوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص (سائل) آیا، حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! اس شخص کی مجھ سے سفارش کرو تم کو ثواب ہوگا اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے پورا کرتا ہے۔ (بخاری: کتاب الادب)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

مومنوں کو ایک دوسرے سے رحم، محبت اور مہربانی میں ایسا دیکھے گا جیسا کہ بدن میں ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے اعضاء بخار اور بیداری میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: کتان الادب)

آزادی کا حق

اسلام میں کسی آزاد انسان کو پکڑ کر غلام بنانا حرام ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

بہت برے وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کو فروخت کرتے ہیں۔ (بخاری)

عورت کی عصمت کی حفاظت کا حق

اسلام بلا امتیاز رنگ ونسل و مذہب عورت کی عصمت کو قابل احترام سمجھتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا o

(بنی اسرائیل : ۳۲)

ترجمہ: اور پاس نہ جاؤ زنا کے، وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اگر کوئی شخص عورت کی عصمت کے ساتھ کھیلتا ہے، تو اسلام نے اس شخص کے اس فعل کی سزا مقرر کردی ہے۔ عورت کی عصمت کے احترام کا یہ اعلیٰ وارفع تصور اسلام کے سوا اور کہیں نہیں ملتا۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی شریعت مطہرہ نے اس طوفان کی ناکہ بندی کردی اور عورت کو پردہ کا حکم فرمایا ہے۔ تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ جب کوئی فاتح قوم کسی غیر قوم کے ملک پر قبضہ کر لیتی تو اس ملک کی عورتوں کا جو حشر ہوتا تھا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ صرف اسلام ہی کی تاریخ اس بدنما دھبے سے پاک ہے۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر کیا لیکن عورتوں کی عصمت کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ مفتوحہ علاقوں کی عورتوں کی عصمت کو قابل احترام سمجھا اور انہیں تحفظ فراہم کیا۔ (آئینہ اسلامیات)

ذمہ داری کا احساس

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ (بخاری)

حصول علم کا حق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ معاشی حقوق

تمام تعریفیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے لئے ہیں جس وحدہٗ لاشریک ذات نے ساری انسانیت کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اسلام کے فلسفہ حیات کو عصر حاضر میں دو نظام ہائے زندگی سے مقابلہ ہے، ایک نظام سرمایہ داری ہے اور دوسرا نظام اشتراکیت۔ سرمایہ داری نظام بے قید ذاتی ملکیت کا حامی ہے اور اشتراکیت حقوق ملکیت حکومت کو سونپتی ہے۔ ان دونوں انتہا پسند نظاموں کے برعکس اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ اسلام کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت قرار دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام معاشی معاملات میں انسان کو انفرادی ملکیت و تصرف کا حق دیتا ہے۔ یہی وہ شکل ہے، جس میں انسان کی معاشی آزادی محفوظ رہ سکتی ہے اور اچھے اخلاق پروان چڑھ سکتے ہیں۔ اسلام ملکیت کے اس محدود حق کو ایک امانت کی شکل دیتا ہے اور اس میں تصرف کے اختیار کو بہت سی قانونی اور اخلاقی پابندیوں سے محدود کرتا ہے۔

اہل وعیال کی کفالت کا حق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے حاصل کرتا ہے تاکہ سوال سے بچے اور اہل وعیال کی کفالت کرے اور ہمسائے کی مدد کرے تو قیامت کے دن جب (قبر سے) اٹھے گا تو اس کا چہرہ

چودہویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔ (بحوالہ: اساس تہذیب)

حصول رزق کے لئے جدوجہد کی ترغیب

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی تلاش سے غافل ہو کر سو نہ رہو۔

(کنز الاعمال)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

دنیا کی شرافت غنا اور فراخ دستی ہے اور آخرت کی شرافت تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ (کنوز الحقائق)

بے روزگاری اور گداگری کا انسداد

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم میں سے کسی کو زیب نہیں دیتا کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور رزق کی تلاش نہ کرے اور یہ کہتا رہے کہ اللہ مجھے رزق عطا فرما، تم کو (دعا کے ساتھ) اس کے لئے جدوجہد بھی کرنی چاہئے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ آسمان تو سونا چاندی برساتا نہیں۔

(اساس تہذیب)

حصولِ رزقِ حلال عبادت ہے

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

حلال روزی کا طلب کرنا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں بہادروں سے لڑنا اور جو شخص حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کر کے تھک کر رات کو سو جائے تو اللہ اس سے راضی ہے۔

(اسلامی نظام حیات)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے۔ (اسلامی نظام حیات)

صنعت وحرفت کے ذریعے حصول رزق کا حق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

صنعت وحرفت کے ذریعے روزی کی تکمیل انسان پر فرض (کفایہ) ہے۔

(اسلامی نظام حیات)

غربت کا انسداد

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

ابن آدم کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کے لئے ایک گھر ہو جس میں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپ سکے، اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو۔ (ترمذی)

حصول رزق کا حق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

رزق کا دروازہ عرش تک کھلا ہوا ہے اور اسباب معیشت غیر محدود ہیں۔

(بحوالہ: کنوز الحقائق)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے مالداروں کو حکم دیا کہ بکریاں پالیں اور غریبوں کو حکم دیا کہ مرغیاں پالیں تاکہ فراخی حاصل کریں۔ (ابن ماجہ)

عورتوں کو حلال رزق کے لئے محنت کرنے کا حق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

عورت کو گھر میں خالی بیٹھے رہنے کی بجائے چرخہ کاتنا اچھی کمائی کا مشغلہ ہے۔
(بحوالہ: کنوز الحقائق)

تجارت کا حلال اور سود کا حرام ہونا

اسلام نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اسلام نے سود کی ممانعت محض اخلاقی بنیادوں پر نہیں کی، بلکہ اس کے خطرناک اقتصادی، سماجی اور سیاسی مضمرات کی بناء پر بھی ہے۔ سود کی لعنت متعدد قدیم معاشروں کی تباہی کا باعث بنی ہے اور آج بھی جدید سرمایہ دارانہ نظام معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ اس کی بنیاد استحصال اور ظلم پر ہے اور اس کی وجہ سے ملک کی معیشت پر چند سرمایہ داروں کا اقتدار مسلط ہو جاتا ہے، جو صحت مند معاشی جدوجہد کو ختم کر دیتا ہے اور معیشت میں عدم استحکام کا باعث ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے سود کو ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے۔ سود مفرد ہو یا مرکب، ذاتی قرضوں پر لیا گیا ہو یا تجارتی اور پیداواری قرضوں پر، حرام ہے اور اس کے لینے والے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا گیا ہے۔ (اسلامی نظام حیات)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا!

ہر قسم کا سود ساقط ہے مگر اصل رقم تمہاری ہے۔ (سیرۃ ابن ہشامؒ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، گواہوں پر اس کے کاتب پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

کسی ایسی چیز کی قیمت لینا جس کا کھانا پینا حرام ہے، جائز نہیں ہے۔ (دار قطنی)

تجارت میں دیانت داری

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

امانت دار تاجروں کا حشر صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں کے لئے فرمایا!

تم لوگوں کے متعلق ایسی دو چیزیں (ناپنا اور تولنا.... بہت اہم) کی گئی ہیں، جن کی وجہ سے پہلی امتیں ہلاک ہوگئی تھیں۔ (ترمذی: ابواب البیوع)

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جو شخص چالیس دن تک غلہ اس نیت سے ذخیرہ کر کے رکھے تاکہ نرخ بڑھ جائے تو وہ شخص گویا اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اپنا تعلق منقطع کرلیا۔

(تیسیر الوصول: جلد ا)

خیانت سے ممانعت

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو بطریق احسن ادا نہ کرنا، خیانت کہلاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی امانت رکھی گئی ہے، اس میں بے جا تصرف کرنا اور طلب پر واپس نہ کرنا یا واپس کرنے سے انکار کردینا بھی خیانت ہے۔ اسلام نے خیانت کو نہایت ہی مذموم قرار دیا ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا!

منافق کی تین علامتیں ہیں، ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اسراف کی ممانعت

طلب حلال کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کو جائز مصارف پر دولت خرچ کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے لیکن اسراف سے روکتا ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جو جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے محنت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کام کرتا ہے اور جو محض آن بان دکھانے کے لئے دولت کماتا ہے وہ شیطان کی راہ میں کام کرتا ہے۔

(اسلامی نظام حیات)

ملکیت میں دوسروں کا حق

اسلام نے معاشرہ کے ایسے افراد جو غریب اور مفلس و نادار ہیں، ان کے حقوق کی ادائیگی پر بھی خاص توجہ دی ہے۔اس سلسلہ میں اسلام نے زکوٰۃ، صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا نظام وضع فرمایا ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ

(الذّٰریٰت : ۱۹)

ترجمہ: ان کے اموال میں سائل اور مفلس افراد کا بھی حصہ ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ وہ امراء سے لے کر حاجتمندوں میں تقسیم کی جائے۔(مسلم: کتاب الایمان)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اچھا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو، جس کا حق مقرر

کیا گیا ہے۔ (ابو داؤد)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اے لوگو! صدقہ دو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا آدمی صدقہ لئے پھرے گا، مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا جو اسے قبول کرے {یعنی اس کا حاجت مند ہو}۔

(اسلامی نظام حیات)

عدل اجتماعی کی ضمانت

اسلام ریاست کے معاشی وظائف کا بھی ایک مثبت تصور پیش کرتا ہے اور سماجی فلاح اور معاشی انصاف کے قیام کو اس کی اولین ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ زکوٰۃ سماجی فلاح کی اسکیم کا ایک حصہ ہے جس کے نظام کو ریاست کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے، معاشی قانون سازی اور عدلیہ کی طاقتوں کے ذریعہ ریاست عدل اجتماعی قائم کرتی ہے، جس کا کوئی وارث نہیں، اس کی ریاست وارث ہے اور جس کا کوئی ولی نہیں، اس کی ریاست ولی ہے۔ ناداروں، اپاہجوں اور محتاجوں کی مدد ریاست کا فرض ہے اور یہ بھی اس کی ذمہ داری ہے کہ تمام شہریوں کو ان کی بنیادی ضرورتیں فراہم کرے۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

حکومت ہر اس شخص کی ولی (دستگیر و مددگار) ہے، جس کا کوئی ولی نہ ہو۔

(بخاری شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جس مرنے والے نے ذمہ داریوں کا کوئی بار (مثلاً قرض یا بے سہارا کنبہ) چھوڑا ہو وہ ہمارے ذمے ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ سیاسی حقوق

الحمدللہ! اسلام کا یہ اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے کہ حقیقی حاکمیت کا سر چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسلام، حکومت و ریاست پر فوقیت رکھتا ہے، حکومت اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابند اور اس کے تابع ہوتی ہے۔ ریاست تمام اختیارات کی حامل نہیں بلکہ یہ اپنے اختیارات اللہ تعالیٰ کے قانون سے حاصل کرتی ہے اور اس کی پابند و ماتحت ہے۔ اس میں اصول اطاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر اطاعت سے بلند و بالا ہے۔ ہر شخص کی بنیادی وفاداری شریعت مطہرہ سے ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

(یوسف: ۴۰)

ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں۔

سورہ اعراف میں ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

(الاعراف: ۱۲۸)

ترجمہ: درحقیقت زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مسلم ریاست کے اولی الامر (اصحاب اقتدار) مسلمان ہونے چاہئیں اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے، لیکن اصحاب اقتدار کی یہ اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہے، اگر وہ کوئی ایسا حکم دیں جو قرآن و سنّت کے خلاف ہو تو اس کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے، خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہئے اور نہ ماننا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

قانونی مساوات

اسلامی جمہوریت کی پہلی بنیاد قانونی مساوات ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق سب برابر ہیں، حاکم اور محکوم، صاحب امراء اور ماموریں اسلام کوئی تمیز نہیں کرتا، قانون سب کے لئے ایک ہی ہے۔ ایک بار ایک معزز خاتون کو چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جانے والی تھی، کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں سفارش کے لئے حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا!

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہؓ بنت محمد (ﷺ) نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (مسلم)

ارباب اختیارات کے چناؤ کا حق

اسلامی جمہوریت کی دوسری بنیاد ارباب اختیار کا **متعمد علیہ** ہونا ہے، یعنی یہ کہ ریاست کی ذمہ داریاں اس کو سونپی جائیں جو اس کام کے اہل ہوں اور جن لوگوں پر اعتماد ہو۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تمہارے بہترین امام اور قائد وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہوں،

تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعائیں دیتے ہوں اور تم میں بدترین رہنما وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تم کو ناپسند کرتے ہوں، وہ تم پر لعنت بھیجتے ہوں اور تم ان پر لعنت بھیجتے ہو۔ (مسلم)

باہمی مشاورت اور رائے دہی کا حق

اسلامی جمہوریت کی تیسری بنیاد شوریٰ ہے، یعنی مسلمانوں کے تمام امور سلطنت قرآن وحدیث کی روشنی میں باہمی مشورے سے طے ہونے چاہئیں۔ اسلام ہر شخص کو اپنی آزاد رائے رکھنے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ وہ اختلاف رائے کو خون ریزی اور فتنہ وفساد کا ذریعہ نہ بنا لے۔ اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا کہ دین کے معاملے میں جبر اور سختی سے کام لیا جائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ شہادت دیتے ہیں کہ میں نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

(بخاری وترمذی)

شخصی آزادی کا تحفظ

اسلام ہر شخص کو شخصی آزادی کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ایک مرتبہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے خطبے کے دوران ایک شخص نے اپنے ہمسایوں کے بارے میں پوچھا، جو شک کی بناء پر گرفتار کیے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ سوال سن کر سکوت فرمایا تا کہ اگر گرفتاری کی کوئی معقول وجہ ہو تو معلوم ہو جائے اور جب کوئی چیز سامنے نہ آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔ (ابوداؤد)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اسلام میں کوئی شخص بغیر عدل کے قید نہیں کیا جا سکتا۔

(موطا امام مالک)

احترام انسانیت کو حق

اسلام نے صحت مند معاشرہ کے لئے ہر انسان کو عزت واحترام کا حق دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں نیز اسلام نے ایسے تمام اعمال، جن سے معاشرہ میں بگاڑ، فساد اور نقض امن کا خطرہ ہوتا ہے، ان کی بھرپور مذمت کی ہے اور مومنین کو ان سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی چند احادیث مبارکہ نمونے کے طور پر تحریر کی جاتی ہیں۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو، لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوا ہے، نہ مسلمانوں کی غیبت کرو، نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو، کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا، اللہ تعالیٰ بھی اس کے عیب تلاش کرے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کو تلاش کرے گا تو وہ اس کے گھر کے اندر اس کو رسوا کر دے گا۔

(ابوداؤد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تمہارا اپنے بھائی کو ایسی بات سے یاد کرنا جو اسے اچھی نہ لگے، کسی نے عرض کیا، اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہے، جو میں کہتا ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا!

اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے، یہ تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں نہیں جو تو کہتا ہے، تب تو نے اس پر بہتان لگایا۔ (مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اے لوگو! پہلی امتوں کا مرض تمہاری طرف آہستہ آہستہ آ رہا ہے اور وہ ایک حسد اور بغض ہے، یہ مرض بالوں کو نہیں بلکہ دین کو مونڈ نے والا ہے۔ (ترمذی شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، نہ لوگوں کے عیب ٹٹولو، نہ بے سود خبروں کی تجسس کرو، نہ ایک دوسرے سے روگردانی کرو، نہ باہم بغض رکھو، بلکہ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے برے لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات میں بگاڑ کرتے ہیں۔

(مسند احمد)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے اور اللہ کے برے بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں اور پاک لوگوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ (بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا!

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے لئے اور

تمہارے لئے آپس میں ظلم کو حرام کیا ہے، تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

(مسلم شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

دنیا میں جس کے دو رُخ ہوں گے، قیامت کے دن اس کے منہ میں گناہ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (دارمی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

جو شخص اپنے بھائی پر گناہ کا عیب لگائے تو جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہوگا، نہیں مرے گا۔ (ترمذی)

الحمد للہ!

اسلام نے معاشرہ میں رہنے والے تمام افراد کے لئے حقوق وضع کئے ہیں، جن کی مندرجہ ذیل وضاحت کی جاتی ہے:

والدین کے حقوق

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تا کہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ (اسوہ رسول اکرم ﷺ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

(بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی

زیادتی کا خواہش مند ہو، اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (مسند احمد)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کا غصہ والدین کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (الادب المفرد)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا ہے، ان میں سے ایک والدین کا نافرمان بھی ہے۔ (مسند احمد)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں والدین کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کا انتقال ہوگیا تو اب اس کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے .... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔ (بیہقی)

اولاد کے حقوق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو مسلمان اپنی بیٹی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش اچھی طرح سے کرے، وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرنے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے، تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے۔ (مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں (اس گھر میں) فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو آکر کہتے ہیں، اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (طبرانی)

شوہر کے حقوق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! عورت جب پانچوں وقت کی نماز ادا کرے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الترغیب الترہیب)

☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب)

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی، ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں، دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرا وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری)

بیوی کے حقوق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے حق میں تم سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور اپنے اہل و عیال سے نرم سلوک کرے۔

(ترمذی)

☆ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! کہ جیسا تم کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو اور نہ اس کو برا کو سنا اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو، مگر گھر کے اندر رہ کر۔

(ابوداؤد)

رشتہ داروں کے حقوق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے رشتہ داروں سے ملاپ کرنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! نادار کو صدقہ دینا صرف ایک نیکی ہے کہ وہ خیرات ہے لیکن رشتہ دار کو دینے میں صدقہ بھی ادا ہوگا اور رشتہ داری کا حق بھی۔

(ترمذی)

☆ ایک شخص رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے والا وہ نہیں ہے، جو احسان کے بدلے احسان کرے، بلکہ وہ ہے جس کا رشتہ کٹ جائے، تب بھی وہ اسے جوڑ لے۔ (بخاری شریف)

☆ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں، مگر وہ مجھ سے رشتہ منقطع کرتے ہیں، میں ان سے نیک سلوک کرتا ہوں اور وہ بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان کی کوتاہیوں کو برداشت کرتا ہوں اور وہ مجھ پر زیادتی کرتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اگر معاملہ وہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے تو گویا تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پشت پر رہے گا۔ (مسلم شریف)

ہمسایوں کے حقوق

 رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت

کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔
(بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اللہ کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں سے بہت اچھا سلوک کرتا ہے۔(ترمذی)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا! وہ شخص ایماندار نہیں جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں اور تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو۔(بخاری و مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہ کر رات گزار دے، وہ مومن نہیں۔(بیہقی)

☆ دو عورتیں تھیں، جن میں ایک رات بھر نمازیں پڑھا کرتی، دن کو روزے رکھتی، صدقہ و خیرات بھی بہت کرتی، مگر زبان کی تیز تھی، زبان سے پڑوسیوں کو ستاتی تھی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کا حال حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا! اس میں کوئی نیکی نہیں، اسے دوزخ کی سزا ملے گی۔ پھر صحابہؓ نے دوسری عورت کا حال سنایا جو صرف فرض نماز پڑھ لیتی اور معمولی صدقہ دے دیتی، مگر کسی کو ستاتی نہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا! یہ عورت جنتی ہو گی۔
(بخاری)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! قیامت کے میدان میں سب سے پہلے جن دو شخصوں کا مقدمہ پیش ہو گا، وہ ہمسائے ہوں گے۔(مسند احمد، طبرانی)

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ مجھے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو شوربہ زیادہ بنایا کرو اس میں سے

اپنے ہمسائے کو بھی بھیج دیا کرو۔ (مسلم)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے عورتوں سے خاص طور پر خطاب کر کے فرمایا! اپنی پڑوسنوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو بھی حقیر مت جانو، حتیٰ کہ اگر بکری کی کھری ہی بھیج سکو تو یہ بھی اہم چیز ہے۔ (بخاری و مسلم)

یتیموں کے حقوق

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیک سلوک کرے گا، جو اس کے پاس ہے تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکھٹے ہوں گے اور آپ ﷺ نے انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

(الادب المفرد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! مسلمان کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کی رضا کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھے تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، اتنی ہی اس شخص کو نیکیاں

ملیں گی۔ (بہشتی زیور)

غیر مسلموں کے حقوق

الحمد للہ! دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے ہر مذہب کے پیشوا اوران کی عبادت گاہوں کو قابل احترام قرار دیا ہے۔

جان و مال کا تحفظ

اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کرے۔ اس سلسلے میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہ کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو قتل کرے گا تو اس کا بدلہ اور قصاص اسی طرح لیا جائے گا، جس طرح مسلمان کے قتل کا لیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے:

☆ رحمۃ للعالمین، محسن انسانیت، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جس نے کسی ذمی (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا، جو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوگی۔ (بخاری)

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک مسلمان نے ایک ذمی (غیر مسلم) کو قتل کر دیا، جب رحمۃ للعالمین ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا!

اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَ فِّیْ بِذِمَّتِہٖ

ترجمہ: اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔

(بحوالہ: آئینہ اسلامیات: ص **220**)

باہمی تعلق و بھائی چارہ

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (ابوداؤد)

مذہبی دِل آزاری کا تحفظ

اسلام ہر شخص کو مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق مہیا کرتا ہے اور ہر مذہب کی عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ (بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

باہمی ہمدردی

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے ہمسائے میں یہودی رہتے تھے، اگر ان کے ہاں کوئی بچہ بھی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس بچے کی عیادت کے لئے اس کے گھر جایا کرتے۔ (بحوالہ: خطباتِ بہاولپور)

☆ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ طیبہ آیا، یہ وفد آپ ﷺ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا، اس وقت ان کی نماز کا وقت ہوگیا، اس لئے انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں ہی نماز شروع کردی، بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا، مگر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے مسلمانوں کو منع کردیا، چنانچہ عیسائیوں نے مسجد کے اندر ہی نماز پڑھی۔ (بحوالہ: زادالمعارج)

مزدوروں کے حقوق

دورِ حاضر میں مزدوروں کا حق ہر طرف پامال ہو رہا ہے اور مزدور اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کوشاں ہیں، جس سے مزدور اور مالک کے درمیان تصادم ہو رہا ہے اور مالک کی معیشت اور سیاست پر ناخوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسلام نے محنت کا

معاوضہ پورا پورا ادا کرنے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ

(الطور: ۲۱)

ترجمہ: ہر آدمی اپنے کیے کا پھل پانے کا حق دار ہے۔

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ (ابن ماجہ)

☆ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا، اس کو مغلوب کر کے چھوڑوں گا، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو مزدور سے کام تو پوری طرح لیتا ہے اور اس کے مطابق اجرت نہیں دیتا۔ (ابن ماجہ: باب الاجارہ)

الحمد للہ!

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے عالمگیر حیثیت حاصل ہے اور خالق کائنات نے اپنے آخری پیغمبر رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کو ساری انسانیت کے لئے نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے اسلامی منشور کی ہر دفعہ پر خود عملی نمونہ پیش فرمایا جو کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ درحقیقت معاشرہ میں بدامنی اور بے چینی کا بڑا سبب اصحابِ حقوق کی عدم ادائیگی اور حق تلفی ہے، اگر ذی حق کو اس کا حق، جو اسلام نے مقرر کیا ہے، حاصل ہو جائے تو معاشرہ امن و سلامتی کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ پاک ذات ساری انسانیت کو کامل ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

باب نمبر 28

رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں بین المذاہب مکالمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

"ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور میں تمام سرخ اور سیاہ قوموں کی طرف بھیجا گیا ہوں"

(مسلم شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

میں سب لوگوں سے عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) سے دنیا اور آخرت میں قریب ہوں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کومبعوث فرمایا۔تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی روحانی چشمہ سے سیراب ہوکرایک دین کو لے کر آتے رہے، اس اصولی اور بنیادی دین کی آخری تکمیلی شکل ''اسلام'' ہے۔تمام مذاہب حقہ میں تین اُمورایسے تھے جوکہ سب میں مشترک پائے جاتے تھے، وہ تین اُمورمندرجہ ذیل ہیں۔

(1) توحید

(2) عبادت

(3) معاملات

یہی وہ اُمور ہیں، جن کی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمانہ کے تقاضے کے مطابق اپنی اپنی قوم میں تبلیغ کرتے رہے اوران پرتمام مذاہب حقہ کا اتفاق ہے۔ جزئیات احکام میں ہرقوم ومذہب کی زمانی ومکانی خصوصیات کےسبب اختلاف ہوسکتا ہے،لیکن دین کےاصل اصول میں اختلاف نہیں۔اس نظریہ کوقرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝

(سورۃ الشوریٰ:۱۳)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح (علیہ السلام)

کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کی جس کا ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو، مشرکوں پر وہ دین گراں ہے، جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو، اللہ اپنے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

الحمدللہ! اگر تمام مذاہب عالم کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا عقیدہ تمام مذاہب میں امر مشترک ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اس امر مشترک کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ
اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

(الانبیآء: ۲۵)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے، سو میری بندگی کرو۔

سورہ النحل میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ط

(النحل: ۳۶)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور جھوٹے معبودوں سے بچو۔

سورہ المؤمنون میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنَ ○

(المؤمنون: ۵۲)

ترجمہ: اور یہ کہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے دین

اسلام کو پسند فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

(آلِ عمران: ١٩)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔

بین المذاہب مکالمہ کی بحث سے قبل، ذیل میں اسلام کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں:

اسلام کی خُصوصیات

☆ محفوظیت

اسلام کی پہلی خصوصیت تعلیمات اسلامیہ کی بے مثال محفوظیت ہے۔اسلام کی وہ کتاب جس پر اس مذہب کی اساس ہے، ہر قسم کے تغیر وتبدل سے محفوظ ہے، کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(الحجر: ٩)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی قرآن اُتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سر ولیم میور، اپنی کتاب **Life of Muhammad** کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

”جہاں تک ہماری معلومات ہیں، دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن مجید) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو“۔

☆ اسلام عالمگیر دین ہے

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تشریف

لائے اور انہوں نے اپنی قوم میں تبلیغ فرمائی، لیکن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو سارے عالم کے انسانوں کے لئے نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا، اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت آئے گی۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے، جسے عالمگیر حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآ فَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا
وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّا سِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

(سورہ سبا: ۲۸)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو سب انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اس بات کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

سورۃ الاعراف میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّھَا ا لنَّا سُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا

(اعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

سورۃ الانبیاء میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَرۡ سَلۡنٰکَ اِلَّا رَ حۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ۝

(الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆ تکمیل تعلیم

الحمدللہ! اسلام کی تعلیم ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام رہنمائی نہ کرتا ہو، خواہ وہ دنیوی ہو یا اُخروی، الہامی کتب میں

قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس نے اکمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً ؕ

(سورۃ المائدۃ : ۳)

ترجمہ: اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔

☆ وحدانیت

دُنیا کے تمام الہامی مذاہب کی بنیاد وحدانیت پر ہے، لیکن دور حاضر میں ایک مذہب بھی ایسا نہیں جس نے اپنی اساس کو برقرار رکھا۔ تقریباً تمام مذاہب توحید سے ہٹ کر دو، تین یا کثیر التعداد خداؤں کو پوجنے لگ گئے ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی اساس برقرار ہے، جس نے شرک کو اپنے اندر داخل ہونے نہیں دیا۔ قرآن مجید میں توحید پر ایک مکمل جامع الفاظ میں سورت ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: (آپ ﷺ) کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

☆ وحدتِ انسانیت

اسلام کا نسل انسانی کی وحدت کا نظریہ انسانی تہذیب پر بہت بڑا احسان ہے، جس

کی مثال دوسری کتب سماوی میں نہیں ملتی ۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

(الحجرات : ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر مختلف قومیں اور خاندان بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(ابو داؤد، مسند احمد)

الحمد للہ! اسلام کے اس پیغام نے تفریق بین الناس کے تمام محرکات اور تعصّبات کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔

☆ رواداری

مذاہب عالم اور عالمی تحریکات میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو رنگ و نسل اور عقیدہ سے بالاتر ہو کر انسانیت میں محبت اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے، اسی تعلیم پر گامزن ہو کر انسان سلامتی اور امن سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۚ

(البقرۃ : ۲۵۶)

ترجمہ: دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے۔

بین الاقوامی قانون دان پروفیسر رافیل کیمکن، جس نے نسل کشی کے ضمن میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کا مسودہ تیار کیا ہے، وہ قراردادوں کی اصل شرائط کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

''مسلمانوں کے لئے مزید کہوں گا کہ میں جس نے قرارداد کا مسودہ تیار کیا ہے، وہ پوری طرح قرآن کے مطابق ہے کیونکہ انسانی علم کے مطابق اسی میں سب سے زیادہ رواداری اور بین الاقوامی شعور والا مذہب مذکور ہے۔ یہودیت اور نصرانیت کے پیغمبروں کو قبول کرنا اور دوسرے لوگوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی سے منع کرنا اس دین اسلام کی انسان دوستی اور جذبہ رواداری کی مثالیں ہیں''۔

(بحوالہ: مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے: ص 235)

☆ بین الاقوامی اتحاد

اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو مختلف قوموں اور قبیلوں میں بھیجا۔ بعد ازاں بعض اقوام میں قومیت کا نظریہ پیدا ہوا، جو امن عالم کے لئے نہایت ہی خطرناک تھا۔ اللہ تعالی کی مشیت ازلی یہ تھی کہ دنیا کی تمام اقوام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے، اس مشیت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو عالمگیر شریعت دے کر مبعوث فرمایا تاکہ دنیا کی تمام اقوام کو اتحاد کی لڑی میں منسلک کرے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو نسل انسانی کی وحدت کا نظریہ پیش کرتا ہے۔

اس پیغام وحدت کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا کہ ہر قوم کا نبی ایک ہی چشمہ ہدایت سے سیراب ہوتا تھا اور سب ایک ہی دین کے رسول تھے اور تمام انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا مغز قرآن مجید کی شکل میں نازل کیا گیا ہے۔تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اوران کی کتابوں کو سچا قرار دے کر ایک مسلمان کے لئے یہ لازمی قرار دے دیا کہ وہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

(البقرۃ : ۲۸۵)

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔

جس طرح پہلے ذکر کیا گیا کہ تم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مذہب ایک ہی تھا، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کویا اسلام کو تسلیم کرنا تمام مذاہب کو بنیادی طور پر سچا قرار دینا ہے اورتمام اقوام عالم کو متحد کرنے کا یہی موثر طریقہ ہے،جس کو اسلام نے اختیار کیا ہے۔اس طریقہ سے ہی مذہبی، قومی، لسانی تعصّبات ختم ہو سکتے ہیں اور یہی تعصّبات اتحاد کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔اسلام کے بین الاقوامی اتحاد کے نظریہ کو عملی طور پر حج کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہر قسم کے تعصّبات کو ختم کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:

"اہل عرب کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں، نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر فوقیت ہے، ہاں اگر ہے تو صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے"۔

(بحوالہ: زادالمعاد)

آج دنیا کے تمام مفکرین اس بات کو برملا کہتے ہیں کہ قومیت ہی تباہی کا موجب ہے، چنانچہ ہکسلے نے لکھا ہے:

"قومیت پرستی اخلاقی تباہی کا موجب ہے کیونکہ عالمگیریت کے تصور کے منافی

اور ایک خدا کے انکار پر مبنی ہے اور انسانوں کی قیمت بحیثیت انسان کچھ نہیں سمجھتی، دوسری طرف یہ تفرقہ انگیزی کا موجب ہے، انانیت اور تکبر پیدا کرتی ہے، باہمی نفرت بڑھاتی ہے اور جنگ کو نہ صرف ضروری قرار دیتی ہے بلکہ مقدس بھی ٹھہراتی ہے"۔

(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

☆ بین الاقوامی عدل و انصاف

اسلام نے وحدت نسل انسانی کا پیغام دینے کے ساتھ بین الاقوامی عدل و انصاف کی بھی تعلیم دی ہے اور اسلام کے عالمگیر ہونے کی یہ ایک بڑی دلیل ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط
اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o

(المآئدہ: ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

عصبیت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی قوم کی مدد ظلم پر کرے۔

(مسند احمد)

مذاہب عالم اور دیگر دنیاوی تحریکوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر سامنے

آجاتی ہے کہ کسی مذہب کی موجودہ تعلیم بین الاقوامی عدل و انصاف کی علمبردار نہیں۔

مثلاً:

- یہود کہتے ہیں کہ صرف یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہی اللہ کی پیاری ہے، باقی سب اس کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی طرح تورات کا ایک یہ حکم ہے:

"تو اپنے بھائی سے سود نہ لے"

(استثناء ۲۳:۱۹۔۲۰ و احبار: ۳۵۔۲۷)

اگر سود لینا برا ہے تو غیر یہودیوں سے لینا کیوں اچھا ٹھہرا؟ یہ تعلیم عدل و انصاف کے بنیادی اصولوں کے ہی خلاف ہے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

- ہندو مذہب میں چار ذاتوں کا نظریہ ہی بین الاقوامی عدل و انصاف کے سراسر منافی ہے، پھر ہر ذات کے متعلق ایسے اصول مقرر کر دیئے ہیں جو تفریق اور عداوت پر مبنی ہیں۔ ان اصولوں پر بین الاقوامی عدل و انصاف کی عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

- عیسائیت کا پیغام ہی یہ ہے کہ شریعت ایک لعنت ہے۔

(گلیتوں باب نمبر ۲)

جب شریعت ہی لعنت ہوئی تو پھر اس کا ہر حکم اور پیغام لعنت ہی ہوگا، اس پیغام سے دنیا میں عدل و انصاف قائم نہیں ہوسکتا، پھر عیسائیت جس قسم کی محبت کی تعلیم دیتی ہے، عیسائی خود اس پر عمل نہیں کر سکتے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

الحمدللہ! تمام مذاہب میں صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو ٹھوس بنیادوں پر بین الاقوامی عدل وانصاف کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

☆ بین الاقوامی امن

عدل وانصاف خود امن عالم کا ضامن ہے، جب دنیا میں عدل وانصاف کی حکمرانی ہوگی، امن خود بخود قائم ہو جائے گا۔ اسلام نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک عمدہ اصول مقرر کر دیا، وہ ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ

(المآئدہ: ۲)

ترجمہ: نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اس اصول کے تحت ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی بنیادوں پر تعاون کرے۔ جب کوئی قوم ظلم کا راستہ اختیار کر رہی ہو تو اقوام عالم، مظلوم قوم کا ساتھ دیں تاکہ دنیا سے ظلم ختم ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج

فَاِنْ م بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ

حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

(الحجرات: ۹)

ترجمہ: اور اگر گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، اگر کوئی قوم دوسری قوم پر زیادتی کرتی ہے تو جو زیادتی کرتی ہے، اس سے جنگ کرو اور یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں، پس اگر وہ رجوع کرے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بین الاقوامی امن اور انصاف کے تین اصول مقرر کیے ہیں۔

(1) جب دو قومیں آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔

(2) اگر کوئی قوم صلح پر رضامند نہ ہو بلکہ زیادتی اور ظلم کا راستہ اختیار کرے تو دنیا کی تمام اقوام، ظالم قوم کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوں اور ظالم قوم کو ظلم سے روک دیں۔

(3) جب ظالم قوم دوبارہ صلح پر رضامند ہو جائے تو عدل و انصاف کے ساتھ دونوں متحارب قوموں کے درمیان صلح کروا دی جائے۔

الحمد للہ!

اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں تمام مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

☆ بین المذاہب مکالمہ سے کیا مراد ہے؟

عالمی سیاست میں موجودہ دور میں ایک اصطلاح اپنے زوروں پر استعمال ہو رہی ہے جسے ذرائع ابلاغ بھی آگے بڑھانے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ موضوع ''بین المذاہب مکالمہ'' **(Interfaith Dialogue)** کا ہے، جو ہر دور میں تحریری یا تقریری مکالموں کی صورت میں موجود رہا ہے اور اس نے

مناظرے، مباحثے اور مباہلے کی شکلیں بھی اختیار کی ہیں۔اس مکالمے کے لئے مختلف قسم کے وسائل اختیار کئے جا رہے ہیں۔اس موضوع پر مختلف ممالک، اداروں، جامعات میں بڑے اہتمام کے ساتھ کانفرنسیں، سیمینار، انٹرویوں اور علمی مذاکرے منعقد کئے جا رہے ہیں۔اس مکالمے کو آگے بڑھانے میں پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا پیش پیش ہے۔آج لاکھوں ادارے اور کروڑوں افراد انٹرنیٹ **(Internet)** کے ذریعے سے بین المذہب مکالمے میں شریک دکھائی دیتے ہیں۔سیاست اور صحافت دونوں میدانوں کے کارپردازان بھی اس موضوع کی اہمیت کو جانتے ہوئے اس کی سرپرستی اور فروغ کے لئے اپنا بھرپور کردار انجام دے رہے ہیں۔بہت سے ممالک میں اعلیٰ پیمانے پر اس مکالمے کے فروغ کے لئے مساعی بروئے کار لائی جارہی ہے اور مختلف مذاہب کے مراکز میں ان کے صف اوّل کے رہنما بھی اب اس کھیل میں پوری طاقت کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں..... یہ کہنا بجا ہوگا کہ دور حاضر میں ''بین المذاہب مکالمہ'' **(Interfaith Dialogue)** ایک ایسی تحریک بن کر اُبھرا ہے کہ اس کی آواز ہر طرف پھیل رہی ہے اور دن بدن یہ موضوع ہر طرف زیر بحث آرہا ہے۔

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان) نے اپنے جریدہ ''ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد'' کی دسمبر **2006**ء کی اشاعت میں حرف اول کے موضوع کے تحت ''بین المذاہب مکالمہ'' کے آداب وشرائط پر تفصیلی بحث کی ہے، جس کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

''مکالمہ **(Dialogue)** سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد، فریقین، گروہوں، جماعتوں، نظریوں، اداروں، ثقافتوں، تہذیبوں، تمدنوں اور حکومتوں کے درمیان تبادلہ خیالات اور تبادلہ افکار کا نام ہے۔ان میں سے ہر فرد

یا فریق اپنے مؤقف کو دلائل کی روشنی میں واضح کرے اور فریق ثانی کے سوالات، اشکالات اور ابہامات کا جواب استدلال اور شواہد کی مدد سے فراہم کرے۔ مکالمے کا مقصد مناظرہ، مباحثہ، مجادلہ، مناقشہ یا مباہلہ نہیں اگر چہ یہ سب شکلیں تاریخ میں ملتی ہیں، مگر اس طریق کار سے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سے باہمی عناد اور مخاصمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس مکالمے کا مقصد فریق مخالف کو نیچا دکھانا نہیں، نہ اس سے مراد کسی کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا ہے، بلکہ معاملات اور موضوعات کی تفہیم اور باہمی اصلاح اس سے مقصود ہونا چاہئے۔ آپس کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے تو مکالمے کی روح کو تقویت ملتی ہے۔ مکالمے کو اگر سنجیدگی اور بردباری سے اختیار کیا جائے تو غلط آراء کی درستی اور اپنی فکر کے تسامحات کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ بغض وعناد، ہٹ دھرمی، ضد، جہالت، شدت، تعصب، تحقیر اور جدال مکالمے کے نواقض میں سے ہیں، جن کی موجودگی میں بین المذاہب مکالمے کی روایت کبھی پنپ نہیں سکتی۔ اس موقع پر بہت ضروری ہے کہ مکالمے کے آداب ورسوم کو سمجھ لیا جائے کیونکہ اس کے بغیر یہ روایت آگے نہیں بڑھ سکتی''۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر **2006**)

☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں مکالمے کے آداب بتائے ہیں، اس سلسلے کی سب سے کلیدی اور اساسی آیت مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(آل عمران: ۶۴)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

☆ قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو دعوتِ دین پیش کرتے ہوئے، فریق ثانی سے گفتگو کرتے ہوئے مباحثے یا مکالمے کے لئے بہترین اسلوب کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور یہ تعلیم ایک اصولِ ثابت اور اساس محکم کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

(النحل : ۱۲۵)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) اپنے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ (مکالمہ) کرو، ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔

☆ مکالمے کے لئے گفتگو کا اسلوب کیا ہونا چاہئے اور طریق گفتگو میں الفاظ کا انتخاب کیا ہو، اس کے لئے ہمیں ایک مستقل ہدایت کی گئی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

ترجمہ: لوگوں سے خوش اخلاقی سے بات چیت کرو۔

☆ دُنیا میں مذاہب کی تقسیم دو مستقل حصوں میں موجود ہے۔ ایک آسمانی مذاہب ہیں، جن کے پیروکار اب تو صرف دین ابراہیمؑ کی وراثت کے مدعی ہیں اور ان میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ مذاہب ہیں،

جو مختلف روحانی یا اخلاقی شخصیات کی تعلیمات کے پیروکار ہیں۔ان مذاہب میں ہندومت، جین مت، بدھ مت، تاؤمت، شنتوازم، پارسی اور سکھ وغیرہ شامل ہیں۔اسلامی تعلیمات کے مطابق ہم کسی غیر آسمانی مذہب کے روحانی پیشوا کے لئے بھی کوئی نازیبا اور ناشائستہ طرز کلام اختیار نہیں کرسکتے، حتیٰ کہ ان کے معبود کو بھی کسی برے لقب کے ساتھ پکار نہیں سکتے، ان کی عبادت گاہوں کے احترام کی ہمیں تلقین کی گئی ہے۔اس سلسلے میں اہل کتاب یعنی آسمانی مذاہب کے حامل افراد کے ساتھ مکالمے کے لئے تو بالخصوص قرآن مجید میں مستقل احکام اور تعلیمات دی گئی ہیں۔قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

(العنکبوت: ۴۶)

ترجمہ: اور اہل کتاب سے بحث (مکالمہ) نہ کرو، مگر عمدہ اور بہترین طریقے سے۔

☆ اسی طرح غیر مسلموں اور بالخصوص غیر آسمانی مذاہب کے معتقدات، ان کے مذہبی رہنماؤں، پرستش کے مقامات اور بتوں وغیرہ کے سلسلے میں مسلمانوں کو بد کلامی سے منع کیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط

(الانعام: ۱۰۹)

ترجمہ: اور (اے مسلمانو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انہیں بد زبانی سے یاد نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے میں فریقین کو ایک دوسرے کے مؤقف کو باہمی احترام کی فضا میں سننا اور برداشت کرنا چاہئے۔مکالمے چونکہ کسی فریق کے صدق یا کذب کو جاننے اور پہچاننے کا ایک مؤثر اور مفید موقع ہوتا ہے، لہٰذا ہر فریق کو اپنا موقف علمی اور

تاریخی استدلال کے ساتھ پیش کرنا ہے۔محض دیانت وعلمیت پر مبنی استدلال بھی کسی موقف کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کر سکتا ہے۔مکالمے کے اس مؤثر وسیلے کے لئے مائل اور قائل بھی کر سکتے ہیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے کی فضا کو ساز گار اور خوشگوار بنانے کے لئے ضروری ہے کہ فریقین ہر درجے کی مساوات پر یقین پیدا کریں اور اس کا اظہار ان کے رویوں سے منعکس ہونا چاہئے۔اس سلسلے میں تمام مذاہب اور ان کی ثقافتی اقدار کا باہمی احترام ملحوظ رکھنا چاہئے۔اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے رہنما اپنی مذہبی روایات اور ثقافتی اقدار کی سبقت اور تقدیم کی نفی کریں اور ایک عملی مساوات کا اظہار کریں۔اگر کسی نظریے یا ثقافت کو کوئی فضیلت یا سبقت حاصل ہے تو اس کا اندازہ مکالمے کا استدلال وضع کرے گا اور یہی اس مکالمے کی عملی افادیت ہے۔

☆ مختلف عقائد ونظریات کے حامل مذاہب اور ان کے سرپرستوں اور حکمرانوں کو محض علمی سطح پر اس بین المذاہب مکالمے کا اجراء نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس مکالمے کو بین المذاہب روایت کے ساتھ ثقافتوں اور تہذیبوں کا مکالمہ بھی بنانا چاہئے۔مذہبی عقائد وافکار کا مؤثر اظہار تو ثقافت اور تہذیبی اوضاع واطوار میں ہوتا ہے، اگر مکالمے میں تہذیب وثقافت کو موضوع نہ بنایا جائے تو اس مکالمے کی افادیت مشکوک ہو جائے گی۔

☆ بین المذاہب مکالمے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ بین الاقوامی سطح پر مذاہب، ان کی کتابوں اور مذہبی رہنماؤں کے لئے احترامِ باہمی کا ایک ایسا کلچر ترتیب دیا جائے جس میں کسی مذہبی فکر، مذہبی کتابوں اور مذہبی رہنماؤں کی کردار کشی، تحقیر یا تضحیک کا کوئی پہلو نہ نکلتا ہو۔ماضی میں اور اب حال کی روشن خیال دُنیا میں بھی مذہبی معتقدات کے حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں ہو رہا ہے اور بالخصوص پرنٹ میڈیا یا جس قسم کی

مذموم حرکات کا ارتکاب مذہبی پیشواؤں کے حوالے سے کر رہا ہے، وہ نہ صرف بین المذاہب مکالمے کے راستے میں ایک شدید رکاوٹ ہیں، بلکہ اس سے احترامِ انسانیت کی قدروں کو بھی شدید دھچکا اور ضعف پہنچا ہے۔ امت مسلمہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تقابل ادیان اور تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ جاری رہنا چاہیے، مگر اس کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل اور طریق کار اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں کی دل شکنی کا سامان ہوتا ہو۔ اگر تہذیبیں اور مذاہب اور ان کے رہنما بین المذاہب مکالمے کے سلسلے میں سنجیدہ ہیں تو انہیں گلوبل سطح پر ایک ایسی مفاہمت کی یادداشت تیار کرنا ہوگی جس میں اس مکالمے کے نواقض کو دور کیا جا سکے اور اس کے فروغ اور افادیت کو ممکن بنایا جا سکے۔

☆ بین المذاہب مکالمے کے سلسلے میں وہ ریاستیں اور ممالک جن میں ایک سے زیادہ مذاہب پائے جاتے ہوں، وہاں ایسے دستوری تحفظات اور قانونی احکامات موجود ہونے ضروری ہیں، جو اس معاشرے میں ان مذاہب کے پیروکاروں کی مذہبی زندگی اور اس کی رسوم و عبادات کے تقدس کا تحفظ کر سکیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع بھی ہونا چاہیے، جو بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیں اور اس کے راستے کی رکاوٹوں کو ایک اخلاقی شعور کے ساتھ محفوظ بنا سکیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے کو محض کسی بڑی عالمی قوت کی سیاسی اور اقتصادی خواہشات کی نذر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اس مکالمے کو جاری بھی رکھا جائے تو اس کے اثرات بہت محدود، عارضی اور غیر مؤثر ہوں گے اور ان سے کوئی پائیدار افادے کی توقع نہیں کی جا سکے گی۔ اگر عالمی قوتیں اور مذاہب کے رہنما اس مکالمے پر صدقِ دل کے ساتھ یقین رکھتے ہوں اور انہیں ایسا کرنا بھی چاہیے تو پھر اس

کے لئے درج ذیل اقدامی نوعیت کے انتظامات کرنا ہوں گے۔

(1) عالمی قوتوں کو دُنیا کے نقشے پر عدل اجتماعی کا ایک ایسا نظام ترتیب دینا ہوگا جس میں چھوٹے ممالک اور ریاستوں کے اقتدارِ اعلیٰ کا احترام ملحوظ رکھا جائے، انہیں کسی قوم یا ریاست کے ہر نوع کے وسائل کے استحصال کی اجازت نہ ہونا چاہیے۔ یہ پیشِ نظر رہے کہ عالمی تنظیمیں اس نوعیت کے مقاصد رکھنے کے باوجود اس استحصالی رویہ کا انسداد نہیں کر پاتی ہیں، لہٰذا بین المذاہب مکالمہ کے لئے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عادلانہ رویوں کے فروغ کے لئے بین الاقوامی ضمانت کو حاصل کیا جائے۔

(2) بین المذاہب مکالمے کے لئے ہمیں ہر قسم کے رنگ، نسل، زبان، عقیدے یا ثقافت کے بارے میں احترام کا رویہ اپنانا ہوگا اور ہر نوع کی تحقیر کے رویوں کو عملاً ختم کرنا ہوگا۔ بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے سلسلے میں ہم ان سب طبقات کی اس رائے کی تائید کرتے ہیں کہ بڑی قوتوں کو محض اپنی ایٹمی قوت اور تباہ کن اسلحہ کی ہیبت کی بناء پر انسانیت کے مستقبل کے لئے خدشات کے بادل بن کر اُمڈنا نہیں چاہیے، بلکہ وہ ایک ایسی حربی حکمت عملی استعمال کریں کہ جس میں وہ اپنے دفاع کے تقاضوں کو تو پورا کریں مگر چھوٹے ممالک اور ریاستوں کے لئے کسی خطرے اور خوف کا باعث نہ بنیں۔ اس سلسلے میں عالمی قوتوں کو اس دہرے معیار سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا کہ وہ چھوٹے ممالک کے لئے اس جدید سائنسی علم اور ایٹمی ٹیکنالوجی کو درست نہیں سمجھتے جس کا وہ خود بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔

(3) گزشتہ چند عشروں سے تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان تصادم **(Clash)** کے امکانات کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور قوموں کو تاریخ کے خاتمے کی طرف متوجہ اور متوحش کیا جا رہا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی دہلیز پر سانس لیتی ہوئی اکیسویں

صدی کی تہذیبوں کے نمائندگان کو تصادم کی بجائے اتحاد **(Union)** کی تلقین کرنا چاہئے۔ **تصادم** انسانی فکر کا منفی پہلو ہے اور **اتحاد** اس کا مثبت پہلو۔ ہمیں مغربی دانشوروں سے گلہ ہے کہ وہ انسانیت کے مستقبل کے لئے وہ نظریات پیش کر رہے ہیں، جو علم و تہذیب کی منفی اقدار پر مشتمل ہیں۔

(4) بین المذاہب مکالمے کی روح کا تقاضا ہے کہ تمام ادیان و مذاہب کے مرکزی اداروں سے تعلق رکھنے والے افراد احترامِ انسانیت اور احترامِ ادیان کی اقدار کو فروغ دینے کے لئے آگے بڑھیں اور اقدار مشترک کی بنیاد پر ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کریں جس پر سارے مذاہب کے پیروکار عمل کر کے دُنیا میں اس مکالمے کی روح کو برقرار رکھیں اور اس کی فضا کو مجروح کرنے والے وہ سارے اقدامات جو ابھی تک جاری ہیں، ان کا عملاً انسداد کریں۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر **2006**ء)

الحمد للہ! جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کی بین المذاہب مکالمے کے سلسلے میں دلچسپی، عمل اور اقدامات کا تعلق ہے، وہ گذشتہ چودہ صدیوں میں تاریخ کے اوراق پر ایک مستقل شہادت فراہم کر رہے ہیں۔ اسلام دین ابراہیمؑ کے مذاہب کی آخری کڑی ہے، جہاں دین ابراہیمؑ کے کسی گروہ سے اختلاف کیا گیا ہے، وہاں اس کے عقلی دلائل اور منطقی استدلال موجود ہے۔ اسلام کے مصادر بہت واضح، دوٹوک اور محفوظ ہیں۔ اس کا عقیدہ اور اس کی تعلیمات اپنی دینی اور ثقافتی اقدار پر روبہ عمل رہتے ہوئے دوسروں کی مذہبی روایات اور اقدار کے احترام پر مبنی ہیں۔

اسلام اپنے عقیدے کے فروغ کے لئے کسی نوع کے جبر کا قائل نہیں، وہ دُنیا میں امن و سلامتی کے فروغ کا داعی اور ہر نوع کے استحصال کا مخالف ہے۔ اسلام اپنی

تعلیم اور عمل، ہر دو لحاظ سے عالمی امن کے تحفظ کے لئے اپنی تجاویز اور خدمات کا ایک مستقل ضابطہ رکھتا ہے، جس میں کبھی اور کہیں بھی تبدیلی یا تغیر کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید میں مستقلاً بین المذاہب مکالمے کے آداب و رسوم پر مستقل ضوابط موجود ہیں۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ میں بھی اس بین المذاہب مکالمے کی ساری عملی شکلیں موجود ہیں، جنہیں اہل علم اور ارباب تحقیق، علمی ضابطے کے ساتھ مرتب کر چکے ہیں۔ مسلم امہ کی تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے اس مکالمے کے لئے ہمیشہ تعاون اور مفاہمت کی فضا کا استقبال کیا ہے اور اب بھی یہ امت کسی بھی نوع کے مکالمے کے لئے آمادہ ہے، بشرطیکہ اس کے لئے وہ ماحول پیدا کیا جائے، جس کا تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا ہے۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر 2006ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان، پاکستان) اپنے رسالہ ''تحریک اتحاد بین المذاہب (اسلام کے آئینے میں)'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بین المذاہب ہم آہنگی یا اتحاد بین المذاہب، یہ ایک ایسی تحریک ہے جو تقسیم ہندوستان کے وقت بھی ''تحریک اتحاد بین المذاہب'' کے نام سے کام کرتی رہی ہے۔ اس تحریک کی رُو سے یہ کہا جا رہا ہے کہ کسی مذہب کو غلط نہ کہا جائے، نہ معلوم کس نے نجات پانی ہے؟ سب مذہب اپنی اپنی جگہ سچے ہیں، تمام مذاہب کے پیروکاروں کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے، آپس میں جنگ و جدل نہ کیا جائے اور تہذیبوں کا آپس میں ٹکراؤ نہ ہو''۔

(بحوالہ: تحریک اتحاد بین المذاہب)

شیخ الحدیث صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اتحاد بین المذاہب کے لئے مندرجہ ذیل احتمال ہو سکتے ہیں:

1. تمام اہل مذاہب اپنے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے صلح اور امن و آشتی سے رہیں۔ آپس میں جنگ و جدل نہ کریں، اس کی اسلام اجازت دیتا ہے:

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: اگر کفار صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو آپ ﷺ بھی صلح کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

(سورۃ الانفال: ۶۱)

الحمدللہ! اسلام جہاد کا حکم صرف اسی وقت دیتا ہے جب کفر سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے، اگر صلح سے رہے تو اسلام اپنی حکومت میں بھی مذہبی آزادی کے ساتھ ان کو رہنے کا حق دیتا ہے، بلکہ ان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، لیکن اس وقت یہ مراد نہیں کیونکہ ایک طرف کفار مسلمانوں پر یلغار کئے ہوئے ہیں۔ کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان، چیچنیا ان کی یلغار سے چیخ رہے ہیں اور دوسری طرف اقوام متحدہ اتحاد بین المذاہب کی کانفرنسیں منعقد کروا رہا ہے۔ اگر امن مقصود ہے تو اہل کفر اپنی فوجیں مسلمان ممالک سے نکال دیں۔

2. مسلمانوں کو چاہئے کہ یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کچھ مسائل چھوڑ دیں مثلاً جہاد، حدود، قصاص کو اسلام سے نکال دیں، یہ ممکن نہیں کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں، لیکن یہود و نصاریٰ پھر بھی خوش نہ ہوں گے۔ چنانچہ اعلانِ قرآنی ہے:

ترجمہ: یہود و نصاریٰ بالکل خوش نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین کی اتباع نہ کریں۔

(سورۃ البقرۃ: ۱۲۰)

3. سارے انسان آپس میں مل کر کچھ چیزیں متعین کریں، کچھ باتیں یہود و نصاریٰ کی ہوں، جن پر مسلمان عمل کریں اور کچھ اسلام کی باتوں پر عمل کریں، اس کا نام تلفیق ہے کہ جو بات اچھی لگے اس پر عمل کرلیں۔ یہ طریقہ ایسا ہے کہ انسان مذہب پر عمل نہیں کرتا ہے بلکہ خواہش پر عمل کرتا ہے، اس طرح مذہب پرستی نہ ہوگی بلکہ خواہش پرستی ہوگی۔ اس طریقہ کو علماءِ امت نے آئمہ مجتہدین جو کہ بالاتفاق حق پر ہیں، ان کے مذہب سے انتخاب کرکے عمل کرنے کو حرام کہا ہے۔ تلفیق والی مرض میں بے شمار اہل قلم بھی مبتلا ہوئے کہ ان مذاہب سے انتخاب کرکے عمل کریں۔ ایسے ہی اتحاد بین المذاہب کا منشور ہے کہ تمام مذاہب سے انتخاب کرکے ایک مکسچر تیار کیا جائے، سب امت اس پر عمل کرے۔

4. مسلمان اپنی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھیں، کسی مذہبی بات کو نہ چھوڑیں۔ اتحاد بین المذاہب کی خاطر یہود و نصاریٰ کی کچھ باتوں پر عمل کریں۔ اس کو پہلے ہی قرآن نے مسترد کردیا:

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔

(سورۃ البقرۃ:۲۰۸)

درحقیقت اسلام کی کوئی بات چھوڑی نہیں جاسکتی، اس لئے اگر کوئی شخص اسلام کی کسی بات کو چھوڑنے کی بات کرتا ہے تو وہ اسلام کی کاملیت کا منکر ہے، اسلام کو چھوڑ کر اگر کسی اور مذہب کو ناجی (نجات دہندہ) سمجھتا ہے تو وہ اسلام کی حقانیت کا منکر ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اسلام کے باہر بھی خوبیاں ہیں تو وہ اسلام کی ابدیت کا منکر ہے۔ اسلام نے کسی مذہب کی خوبی کو اختیار نہیں کیا۔

(بحوالہ: تحریک اتحاد بین المذاہب {اسلام کے آئینے میں})

درحقیقت یہود و نصاریٰ نے توریت اور انجیل (جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھیں) انہیں گم کر دیا، ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی اصل کتاب تو ہے نہیں، صرف ترجمے ہیں، جن کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں کہ وہ اصل کے مطابق ہیں، پھر جو وہ چاہتے ہیں اپنی طرف سے بدل دیتے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں کو بھی ان کے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں اور اپنی طرح بنانے کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے دین میں تغیر اور تحریف کر لیں اور حدود و قصاص کے احکام کو بدل دیں۔

(بحوالہ: شرعی حدود قصاص)

الحمد للہ! اسلام اللہ تعالیٰ کی اُس ہدایت کا نام ہے، جو اس نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے انسان کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجی ہے اور جو اپنی آخری اور مکمل شکل میں ہمیں سیّد المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے ذریعے پہنچی ہے۔ یہ وہ ضابطہ حیات ہے، جو عین فطرت کے اصولوں پر قائم ہے اور انسان اس کے ذریعہ سے دُنیا وی اور اُخروی، دونوں کامیابیاں حاصل کرسکتا ہے۔ یہ زندگی کا مکمل قانون ہے، اس قانون کو انسان نے نہیں خالق کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک نے بنایا ہے۔ یہ ابدالآباد تک کے لئے ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

قرآن مجید میں سورہ یونس میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ

(یونس: ۶۴)

ترجمہ: اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

قرآن مجید میں سورۃ الانعام میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ج (الانعام : ۳۴)

ترجمہ: اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

قرآن مجید میں سورہ الروم میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o

(الروم: ۳۰)

ترجمہ: اللہ کی بنائی ہوئی (ساخت) میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قرآن مجید میں سورہ فاطر میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً (فاطر : ۴۳)

ترجمہ: پس تم اللہ کے طریقے میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

الحمدللہ! قرآن مجید کی یہ آیات بالکل واضح ہیں اور اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین، اسلامی شریعت مطہرہ ہمیشہ کے لئے ہیں اور محض زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ ہاں! تبدیلی زمانے میں کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے قانون میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں بدعت شروع کرنے والے اور بدعتی کی تعریف کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ (بحوالہ: اسلامی نظریہ حیات)

الحمدللہ! بے شک رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی میں تمام اقوام عالم کے لئے کامل و جامع رہنمائی موجود ہے اور جو آپ ﷺ کا دامن تھام لے گا، وہ دنیا و آخرت میں سلامتی میں رہے گا۔

باب نمبر 29

رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں امن عالم کا قیام

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ ان کا اتباع کرنے والے ہیں۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے قبل ساری انسانیت زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی، ایک صحرائے عرب کیا، سارے عالم میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی، خوف و دہشت کا دور دورہ تھا، امن و سلامتی نام کی کوئی چیز باقی نہ تھی، اعلیٰ انسانی قدروں کا جنازہ اُٹھ چکا تھا، بچیاں زندہ درگور کردی جاتی تھیں، غلاموں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا، عورتیں ہر طرح کے حقوق سے محروم تھیں، طاقتور کمزور کو نگلے جا رہا تھا، نہ بازار محفوظ، نہ راستے پرسکون، نہ کسی کی عزت محفوظ، نہ کسی کی جان محفوظ اور نہ کسی کی دولت محفوظ، غرضیکہ ایام جاہلیت کے ان مناظر کا خلاصہ یہ تھا کہ جو فطری صلاحیتیں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تھیں، نہ اُن سے فائدہ اُٹھایا جاتا تھا اور

نہ اُنہیں صحیح سمت کی طرف لگایا جاتا تھا۔شجاعت و بہادری نے ظلم وستم ، فیاضی اور سخاوت نے اسراف وفضول خرچی ،خودداری اور غیرت نے تعصّبات وتفریق ،ذہانت وذکاوت نے دھوکہ بازی اور حیلہ بازی کی شکل اختیار کر لی تھی ۔ ایسے حالت میں رحمۃ للعالمین ، پیغمبر اسلام ،حضرت محمد ﷺ اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔

رحمۃ للعالمین ، حضور اقدس ﷺ نے اپنے دورِ شباب میں '' معاہدہ حلف الفضول '' میں شرکت فرما کر عرب کی سرزمین میں امن وسکون کو بحال فرمایا۔آپ ﷺ کا پاکیزہ خاندان اس معاہدہ میں سرفہرست تھا اور اس بات پر حلف اٹھایا کہ ملک میں امن و امان برقرار رکھا جائے گا ، آپس میں جنگ نہیں کی جائے گی ،مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی ،غریبوں کی مدد کی جائے گی ،یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کی جائے گی ،مسافروں کی حفاظت کی جائے گی اور کوئی شخص ظلم کر کے مکہ میں نہ رہ سکے گا۔

(بحوالہ : آفاقی تہذیب وتمدن)

اس معاہدہ امن میں رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ نے بھی شرکت فرمائی ۔ آپ ﷺ اس معاہدہ امن کے بارے میں فرمایا کرتے تھے :

اس معاہدے کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ لیتا اور آج بھی اس قسم کا کوئی معاہدہ ہو تو میں (محمد ﷺ) اس میں ضرور شرکت کروں گا۔

(بحوالہ : مستدرک حاکم)

الحمدللہ ! یہ حقیقت ہے کہ رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ اس معاہدہ سے پہلے بھی ہر مظلوم کی آہ پر مضطرب ہونے والے اور ہر بے کس کی پکار پر لبیک کہنے والے تھے ۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کی توانائیاں شروع سے ہی ظلم وجبر کی سیاہی مٹانے کے لئے

وقف تھیں ..... کیونکہ آپ ﷺ کو آگے چل کر پوری انسانیت کا آخری نجات دہندہ بننا تھا اور بلاشبہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس امن عالم اور اخوت انسان کے داعی عظیم اور صلاح وفلاح آدمیت کے علمبردار بنے، یہاں تک کہ امن وامان اور سلامتی وآشتی کی آبرو آج تک اسی پاکیزہ ذات کے دم بدم سے قائم ہے۔

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ شروع سے یتیموں، بے سہاروں اور غلاموں کے ملجا وماویٰ تھے۔ آپ ﷺ مظلوموں، مجبوروں اور بے سہاروں کے مفادات کے نگران نہ تھے، بلکہ ان سرداروں کے بھی کام آنے والے تھے، ظالموں اور جابروں کا ہاتھ پکڑنے والے تھے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس امن کے خوگر، حق کے متلاشی، صلح وآشتی کے خواہاں اور ہر آن خیر وفلاح کے لئے کوشاں تھے۔ مگر ہاں! جنگ وجدل، فتنہ وفساد، ظلم وجبر کے بہر صورت مخالف تھے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ حکمت عملی پر غور فرمائیں کہ بڑے بڑے رؤسا وامراء اور سردارانِ مکہ صحن کعبہ میں جمع ہیں اور اس بات پر کشمکش اور تنازعہ ہے کہ حجر اسود کون نصب کرے؟ ہر قبیلہ والے چاہتے تھے کہ یہ سعادت انہیں حاصل ہو، تلواریں چلنے میں زیادہ دیر نہ رہ گئی تھی اور وہ بھی ایسے مبارک شہر مکہ معظّمہ میں اور پھر بیت اللہ میں، جو تمام جہانوں کے لئے امن کا مرکز ہے۔ آخر کار سب اتنی مہلت پر راضی ہو گئے کہ جو علی الصبح پہلے حرم میں آئے، وہی حکم ٹھہرے گا، پھر سب نے دیکھا، امن وسلامتی کا داعی، علی الصبح سب سے پہلے بیت اللہ میں پہنچا، جس کو دیکھ کر سب پکار اٹھے:

یہ تو الامین، ہمارا محمد (ﷺ) آگیا، ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ حکمت عملی سے ایک ایسی بڑی جنگ کا خطرہ

ٹل گیا کہ اگر یہ جنگ چھڑ جاتی، تو نہ معلوم کتنی نسلیں، کتنی صدیاں انتقام در انتقام کی آگ میں جلتی رہتیں ۔ یہ اس دور کی بات ہے، جبکہ سارے عرب معاشرہ میں بدحالی و بدامنی کا دور دورہ تھا اور ہر طرف لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا ۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ حالات یکدم سدھر جائیں گے ۔ اندھیروں سے اُجالے طلوع ہوں گے، موت میں سے زندگی جنم لے گی ،نفرتوں کی آگ گل وگلزار بن جائے گی اور افتراق و انتشار، ظلم و جبر، فتنہ وفساد اور عصیان وطغیان کے اُفق سے امن و امان، صلح و آشتی کی سحر طلوع ہوگی ،مگر تاریخ عالم بتاتی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی بدولت سارا عرب معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بنا ۔

آج ساری انسانیت کا اصل مسئلہ، امن و امان کا مسئلہ ہے ۔ جان و مال کی حفاظت، عزت و آبرو کی حفاظت، شاہراؤں، گلیوں ،محلوں میں صلح و آشتی ،نفرت، غیظ و غضب، عداوت، فتنہ وفساد، افتراق و انتشار، ظلم و جبر اور عصبیتوں کی آگ ٹھنڈی کرنا ہم سب کی شدید ترین ضرورت ہے ۔ گویا امن و امان کی جو ضرورت آج ہمیں ہے، زندگی میں عافیت کے جس طرح ہم طلبگار ہیں، کچھ ایسی ہی شدید ضرورت آج سے چودہ سو سال پہلے ساکنانِ عرب کی بھی تھی ۔ پھر انہیں امن و امان کی دولت، امن و عافیت کی بہار، صلح و آشتی کی سوغات، بالآخر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے عطا فرمائی ۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ان کی اور ہماری بیماری، اگر ایک ہے تو ان کا اور ہمارا علاج بھی یقیناً ایک ہے ..... اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی پکار پر لبیک کہے بغیر، ہم ساری تدبیریں کر کے، بلکہ اپنی زندگیاں کھپا کے بھی امن وسلامتی کے مدعا کو حاصل نہیں کر سکتے ۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی پکار پر لبیک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان و اسلام کی شرط کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری

رسول حضرت محمد ﷺ کا کہا مانا جائے، ان کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے پرہیز کیا جائے۔

رحمۃ للعالمین، داعی امن عالم حضرت محمد ﷺ کے سامنے ہدف بہت مشکل تھا۔ امن وامان کے قیام وفروغ کے لئے محض منصوبہ بندی، کاغذی نقشے، اعلانات وبیانات ہی کارآمد نہیں ہوا کرتے۔ ایک تبدیلی کے لئے بہت سی تبدیلیاں مطلوب ہیں، زندگی کا نقشہ اندر سے بدلتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس جب داعی امن بن کر تشریف لائے تو صرف چند شعبہ ہائے زندگی کی اصلاح، کچھ ہیئت وصورت کی تبدیلی، محض مادی ظاہری تغیر کافی نہ ہوسکتا تھا۔ پوری زندگی میں انقلاب بپا کرنا تھا..... انقلاب بھی کیسا؟ جس کا مرکز ومحور دِل بنے..... جہاں سے زندگی کا چشمہ اُبلتا ہے..... جس سے زندگی کی کھیتی سیراب ہوتی ہے..... جہاں امن کا بیج پھوٹتا ہے..... جہاں عقیدہ جڑ پکڑتا ہے..... جہاں ایمان و یقین کا خزانہ ہے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے پہلے دلوں کو بدلا، فکر ونظر کی اصلاح فرمائی، ضمیر کو لذتِ امن سے آشنا کیا، باطن سے خوف کے ہر کانٹے کو دور کیا۔ اس سلسلہ میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے نہ قومیت کا نعرہ بلند کیا، نہ کسی عصبیت کو ہوا دی، نہ اقتصادی بدحالی دُور کرنے کا مشورہ دیا، نہ اخلاقی وسماجی خرابیوں کا اصلاحی پروگرام جاری کیا..... بس ایک کلمہ کی طرف بلایا اور اس اعلان کے ساتھ بلایا کہ اس کلمہ کا اقرار کرلو، عرب وعجم تمہارے زیرنگیں ہوجائیں گے، اور یوں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذریعہ امن وآشتی کے انقلاب کی بنیاد رکھی، یہ کلمہ معرفت بھی ہے۔ گویا کہ توحید پر ایمان ہی سفر انقلاب کی ابتداء ٹھہرا۔

توحید..... ہی داعئ امن واخوت کا اصل سرچشمہ ہے۔ نظام ہائے امن

وامان کی یہی بنیاد ہے، یہی پرچم انقلاب ہے، یہی تمام ایمانیات کی اساس، اخلاق و عمل کے تمام راستے اسی سے روشن ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جتنی بدامنی پائی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ جب تک انسان اپنے سے بالاتر کسی اور کو تسلیم نہ کرے اور جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ مجھ سے اوپر بھی کوئی ہے، اس وقت تک یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ظلم کا دروازہ بند ہو اور امن وامان قائم ہو سکے، توحید ہی انسان کو امن وسلامتی کی شاہراہ پر گامزن کرتا ہے۔

امن وسلامتی کی اسی شاہراہ کا نام ''اسلام'' ہے۔ یہی وہ پیغام امن، وہ نظام صلح و آشتی ہے، جس کے پہنچانے پر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ مامور من اللہ تھے۔ اسلام کے لفظی معنی ہی امن وسلامتی کے ہیں، یہ دونوں (اسلام اور امن) اس درجہ لازم وملزوم ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ''اسلام امن ہے'' اور ''امن اسلام ہے''۔

اسلام کی پوری عمارت (اساس وبنیاد سے لے کر تا جدار افلاک تک) امن و سلامتی کے نور سے مزین ہے، مثلاً: اسلام کی بنیاد واساس کی شرط اوّل ہی ''ایمان'' ہے۔ ایمان بھی امن سے مشتق ہے۔

علامہ راغبؒ فرماتے ہیں:

''امن کے اصلی معنی نفس کے مطمئن ہونے اور خوف نہ رہنے کے ہیں، گویا امن، سکون وسلامتی ہر قسم کے خوف سے نجات، صلح و آشتی، طمانیت وراحت کا وہ درجہ ہے، جس میں کوئی آفت، کوئی تکلیف رگِ جاں کو مضطرب نہ کر سکے۔ شمع، فانوس میں اس طرح جلے کہ اس کی لَو بالکل سیدھی اور مستقیم ہو، کتنے ہی جھکڑ چلیں لیکن اندر اس کے سکون وقرار میں فرق نہ آئے، یہی سکون وقرار، یہی امن وامان

اور کیفیت ایمان ہے کہ خارج میں اُٹھنے والا کوئی طوفان قرارِ جان میں خلل انداز نہ ہو"۔ (بحوالہ: مقالات سیرت)

سچے ایمان کی علامت یہی ہے کہ جو مؤمن کی طبیعت میں امن پیدا کرے اور ساری انسانیت کے بارے میں اسے امن پسند بنا دے۔

صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے ۔ یہ بھی فرمایا کہ جب ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے سامنا ہو تو "السلام علیکم" کہہ کر "امن وسلامتی" کے جذبات واحساسات کا تبادلہ کرے، خواہ پہلا دوسرے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ایک صفاتی نام "المؤمن" یعنی امن دینے والا اور ایک "السلام" یعنی تکلیفوں وآفتوں سے بچا کر امن وسلامتی بخشنے والا ہے، اسی "المؤمن اور السلام" نے اپنی آخری الہامی کتاب "قرآن مجید" اپنے آخری رسول، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی، وہ کتاب بھی ساری انسانیت کے لئے سراسر ہدایت اور امن وسلامتی کی تعلیم دینے والی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھی جس اقامت گاہ کی طرف بلا رہا ہے، وہ بھی دارالسلام (امن وسلامتی کا گھر) ہے اور ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ شانہٗ کا مطالبہ ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ امن ہی وہ فلاح ہے، جس کے لئے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے معاشرہ کی تشکیل، نظام صلوٰۃ کے ذریعہ فرمائی اور پانچوں وقت مؤذن "حی علی الفلاح" کا اعلان کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ امن وسلامتی، صلح وآشتی ہر جہت سے اسلام کا مقصد حقیقی ہے۔ اس کی جامع عملی وحقیقی تصویر، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے انسانوں کے دلوں پر محنت فرمائی، سب کو اللہ تبارک وتعالٰی کی طرف بلایا۔ اللہ تعالٰی کی ذاتِ عالی سے سب کچھ ہونے کا یقین دل میں پیدا کیا اور غیر اللہ کی نفی فرمائی۔ دلوں سے غلط یقین کو نکالا اور جب توحید ورسالت کا صحیح یقین دل میں بیٹھا، ہر فرد کے دل ودماغ میں عقیدہ اخلاق کی ایسی جوت جگائی کہ وہ مجسمہ امن و سلامتی بن گیا۔ انسان جب متعدد معبودوں کی پرستش کے باوجود بھی، روحانی امن وسکون سے محروم رہتا ہے تو اسلام کا نظریہ توحید اسے تسلی دیتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ
اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝

(الانعام: ۸۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نہیں ملا دیا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان، انہی کے واسطے ہے امن اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔

امن وسکون تو اہل توحید کے لئے مقدر ہے۔ جب اسے دوسروں کی عیش وعشرت کے مقابلے میں اپنی بحالی دیکھ کر پریشانی لاحق ہوتی ہے تو عقیدہ قضا وقدر اس کے لئے سامانِ تسکین ثابت ہوتا ہے۔ جب وہ بے راہروی کی طرف چلتا ہے تو عقیدہ آخرت اور اس کی ہولناکی اسے راہِ راست پر لے آتی ہے اور جب وہ کسی کا حق مارنے اور قتل وخون کا ارادہ کرتا ہے تو اسلام کا نظریہ قصاص وجنایات اس کے پاؤں کی زنجیر بن جاتا ہے۔ اس طرح فرد کی زندگی امن حقیقی سے آشنا ہو جاتی ہے۔

فرد کے بعد رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے خاندان کی طرف متوجہ فرمایا اور اس کی سلامتی کے لئے سب سے پہلے ازواجی زندگی کا پرسکون تصور پیش فرمایا۔ بقائے امن

کی خاطر اختلاطِ مرد وزن کو حرام اور عورتوں کے لئے پردہ لازم ٹھہرایا۔ بدامنی پھیلانے والے عناصر کو قرار واقعی سزا کا مستحق قرار ٹھہرایا۔

فرد و خاندان کے بعد اسلام معاشرے میں قیامِ امن کی سعی کرتا ہے اور بدامنی پھیلانے والے عناصر کا قلع قمع کرتا ہے۔اس کے لئے قرآن وسنت میں واضح احکام موجود ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی مبارک محنت سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا ایسا مجموعہ تیار ہوگیا، جن کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں، جس کا بھی اتباع کروگے، ہدایت پاجاؤ گے۔ (بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ)

اسلام قومی اور بین الاقوامی سطح پر قیامِ امن کی کوشش کرتے ہوئے ساری انسانیت کو ایک اکائی قرار دیتا ہے اور رنگ ونسل کی تفریق مٹاتے ہوئے معیارِ فضیلت تقویٰ قرار دیتا ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝

(الحجرات : ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر مختلف قومیں اور خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو، اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔

اسلامی عبادات امن وسلامتی کا ذریعہ

اسلامی عبادات بھی امن پروگرام میں بھرپور کردار ادا کرتی ہیں۔

 نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔قرآن مجید ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط

(العنکبوت: ۴۵)

ترجمہ: بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

(بحوالہ: فضائل نماز)

☆ زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ سے غریبوں، یتیموں، معذوروں اور بے کسوں کی دادرسی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

☆ روزے سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ غریبوں کا دکھ درد سمجھنے کا موقع ملتا ہے اور اس سے بدکاری و فحاشی پر ضرب پڑتی ہے۔

☆ حج جذبہ وحدت پیدا کرتا ہے۔ رنگ و نسل کی تفریق کو مٹاتا ہے۔ ہر طرح کی برائیوں اور جنگ و جدال سے روکتا ہے اور تمام انسانیت کے فلاح و بہبود کا نظم کرتا ہے۔ اسلامی تصور امن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر انسان کی جان کو محترم قرار دیتا ہے، اس کی نگاہ میں قتل ناحق سب سے بڑا گناہ ہے۔ حتیٰ کہ وہ کسی ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل تصور کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ، بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ
فَکَاَنَّمَآ قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط

(المائدۃ: ۳۲)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں، پس اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

الحمدللہ! اسلام مخلوط معاشرے میں پر امن بقائے باہم کا نظریہ ہی نہیں پیش کرتا، بلکہ وہ عملاً اس کے استحکام کے لئے بھی کوشش کرتا ہے۔فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لئے ہر مذہب کے مذہبی رہنماؤں کی تکریم بھی سکھاتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں جہاد، ایک عظیم عبادت ہے، جبکہ حقوق انسانی پامال کردیئے جائیں، عبادت گاہوں کے وجود کو خطرہ ہو، اہل اسلام کی جان، مال، عزت وآبرو اور گھربار خطرے میں پڑ جائیں، ظلم ہی ظلم ہو اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے، ایسی صورت میں فتنے کی سرکوبی اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے، اسلام ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حکم دیتا ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج دنیا، اسلام کے پرامن پیغام کو فراموش کر کے بانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہے اور میڈیا بھی اس میں اپنا سارا زور لگا رہا ہے کہ اسلام (نعوذباللہ) دہشت گردی پھیلانے والا مذہب ہے، اس کے ماننے والے (مسلمان) بنیاد پرست، دہشت گرد، انتہاپسند، مذہبی دیوانوں کا ٹولہ اور قومی و عالمی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔اسی طرح سارے مسلم ممالک دہشت گردی کی آماجگاہ اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔حتیٰ کہ **The Clash of Civilizations** (تہذیبوں کا تصادم) جیسی کتابیں لکھ کر یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اسلام کا اندرون وبیرون خون آلود ہے۔ (بحوالہ: سموئیل پی ہن ٹنگٹن: **1996**: صفحہ **28**)

مغربی مفکر فریڈ ہالی ڈے کے بقول یہ سب مفروضے اس گروہ کے تصنیف کردہ ہیں جو مغرب میں رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ مسلم دنیا کو کمیونزم کے زوال کے بعد ایک دشمن میں تبدیل کردے۔

(Ref: Islam and the Myth of Confrontations)

(بحوالہ: فریڈ ہالی ڈے، نیویارک **1995**: صفحہ **6**)

یہی وجہ ہے کہ دہشت گردی کی چھوٹی موٹی واردات سے لے کر، **11** ستمبر جیسے واقعات کا سرا مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے اور مغربی مفکرین اور میڈیا ان کی یہ مسخ شدہ تصویر اس خوبصورتی سے پیش کرتا ہے کہ دیکھنے والا بھی حیران رہ جاتا ہے، حالانکہ زمینی حقائق اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ روئے زمین پر اسلام ہی ایک ایسا نظریہ اور نظام حیات ہے جس کی رگ و پے میں امن وسلامتی کی روح کارفرما ہے اور جس کا خمیر صلح وسلامتی سے تیار ہوا ہے۔ یہ صرف عقیدت مندانہ جذبہ آفرینی نہیں، بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

آج سارے عالم میں امن کی ہزارہا کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔قومی و عالمی سطح پر امن مذکرات ہو رہے ہیں اور حقوق انسانی کی کمیشن بحال ہے، لیکن نتیجہ صفر سے آگے نہیں بڑھتا۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے امن کا جو تصور پیش کیا ہے وہ جامع، دیرپا اور ساری انسانیت کے لئے یکساں مفید ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کے تصور امن سے دُنیا کو واقف کرایا جائے، یقیناً وہ دن دُور نہیں جب دُنیا یہ اعتراف کرلے گی کہ امن عالم، فقط دامن اسلام میں ہی ملے گا۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے امن وسلامتی کے قیام کے لئے پہلے افراد کو تیار کیا، ان کے دلوں کو بدلا، ان کے باطن میں امن کی جوت جگائی، بدی سے نفرت دلائی، ان کو اللہ تبارک وتعالٰی کی ذاتِ عالی کا تعارف کروایا..... توحید کا درس دیا..... مخلوق سے خالق کی طرف دعوت دی..... دُنیا سے آخرت کی طرف متوجہ فرمایا..... مال سے اعمال کی طرف دعوت دی..... دُنیا سے آخرت کی طرف دعوت دی..... کفر وشرک اور اوہام وخرافات کی کدورتوں کو دور فرمایا..... ان کو ایسی امن و سلامتی اور اخوت کی لڑی میں پرویا کہ سب سے عصبیت کا لبادہ اترا..... ایک ہی رنگ

میں، اللہ کے رنگ میں رنگے گئے ..... ان میں نہ کوئی پست تھا، نہ بالا، نہ سرخ، نہ سیاہ، نہ عجمی، نہ عربی ..... سب کے سب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پرستار ..... اور امن و سلامتی کے متوالے بن گئے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی چند سالوں کی مساعی جمیلہ کا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ، ایک جماعت، ایک مجمع ایسا تیار ہوگیا، جس کا ہر فرد بہترین انسانی صفات و کمالات سے آراستہ، حسن اخلاق کا پیکر، آدمیت وانسانیت کا نمونہ، خیر وفلاح کا منبع اور امن وسلامتی کا سفیر بن کر اُبھرا اور اسی قدسی صفت گروہ نے فروغ امن واسلام کے لئے ہراوّل دستہ کا کام کیا۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی 13 سالہ مکی زندگی میں یہی پاکیزہ جماعت آپ ﷺ کے ساتھ محوِ سفر رہی۔ مخالفین نے بہت کوششیں کیں، تکالیف ومظالم، سازش ولالچ، مکر وفریب، فتنہ وفساد، ہر کوشش کی گئی لیکن جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آپ ﷺ کا دامن نہ چھوڑا۔ مکی دور کے صبر آزما حالات میں ایک طرف تو امن وسلامتی کے دشمنوں کا طرزِ عمل دیکھئے اور دوسری طرف امن کے داعی، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا جذبہ وخلوص، شفقت ومحبت اور آپ ﷺ کی خیر وفلاح کے لئے آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں فکر و تڑپ دیکھئے، غمگساری کی کوئی حد تھی، مالک الملک کو کہنا پڑا:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

(الشعراء: ۳)

ترجمہ: ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ (ﷺ) اپنی جان کھودیں گے۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ ان کو دعائیں دیتے لیکن کفار ومشرکین

کانٹے بچھاتے، آپ ﷺ محبت کے پھول نچھاور کرتے وہ قطع تعلق کرتے، آپ ﷺ سب کو جوڑنے کی فکر فرماتے وہ لہولہان کرتے۔ قدرت کے کارندے آ کر اجازت طلب کرتے کہ پہاڑوں کو ملا دیں، بستی مٹا دیں، مگر داعی امن، رحمۃ للعالمین ﷺ فرماتے! ہرگز نہیں، شاید ان کی نسلیں ایمان لے آئیں۔ رحمت کا یہ وہ انداز تھا جس کے سبب رحمۃ للعالمین ﷺ کی کوشش بالآخر بار آور ہوئیں۔ دوست تو دوست، دشمن بھی محبت کا دم بھرنے لگے۔ امن و سلامتی کے فروغ کا یہی راز تھا، دلوں کو مسخر کرنے کے لئے تلوار کا الزام دینے والے سوچ لیں، تاریخ کیا کہتی ہے؟

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد امن و سلامتی کے لئے مزید کوششیں تیز فرما دیں۔ قبائلیت، عصبیت اور عداوت کی آگ نے ان کا سب کچھ جلا کر بھسم کر دیا تھا۔ کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ مدتوں سے خونریزی نے ان کے چہروں کی شادابی، ان کی روحوں کی آسودگی چھین لی تھی۔ ہلاکت کسی وقت بھی ان کا مقدر بن سکتی تھی، اس لئے ان کی سب سے بڑی ضرورت، سب سے بڑی خواہش ''امن و امان'' تھی۔ اس صورتِ حال میں امن کے پیاسوں کے دیس میں، داعی امن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سواری پہنچی، اہل مدینہ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ آپ ﷺ نے بھی انہیں مایوس نہ فرمایا۔ وہ پیاسے تھے، ساقی کوثر ﷺ نے انہیں سیراب کیا۔ علامہ شبلیؒ کے بقول مدینہ طیبہ پہنچ کر سب سے پہلے مبارک الفاظ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی زبانِ اطہر سے یہ نکلے تھے:

اَیُّھَا النَّاسُ اِفْشُوْ السَّلَام

ترجمہ: اے لوگو! امن و سلامتی پھیلاؤ۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے بستی میں پہنچ کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس میں

بھی یہ پاکیزہ الفاظ تھے:

ترجمہ: آپس میں ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے پیار کرو۔

(بحوالہ: مقالاتِ سیرت)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے بہت قلیل عرصے میں ایسے اقدامات فرمائے کہ جن کی وجہ سے معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ مسجد نبوی ﷺ کی تاسیس نے اتحاد و یکجہتی کے مرکز کو جنم دیا۔ معاہدہ مواخات نے بستیوں کے فاصلے مٹا دیئے، مہاجر و انصار کے دلوں کو اخوت کی لڑی میں پرو دیا، ایسے امن معاہدے طے پائے جس کی بدولت مدینہ طیبہ ایک اسلامی ریاست بن کر معرض وجود میں آئی۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ محنت کی بدولت اسلامی معاشرہ وجود میں آیا اور اسلامی تہذیب وتمدن کا آغاز ہوگیا۔ اب سب کے لئے مدینہ ''حرم'' بن گیا، اور ہر طرف امن وسلامتی، محبت واخوت اور صلح وآشتی نظر آنے لگی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے سب بھائی بھائی بن گئے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔

الحمدللہ! مدینہ طیبہ میں ہر طرف امن وسلامتی کا ڈنکا بجنے لگا۔ تمام اسلام دشمن

عناصر کا خاتمہ ہو گیا اور کسی میں اتنی ہمت نہ رہی کہ وہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے وضع کردہ امن انتظامات میں خلل انداز ہو سکیں ۔ یہودِ مدینہ کو اپنے کرتوت کے سبب مدینہ طیبہ سے خود نکلنا پڑا ۔ منافقین نے تمام تر سازشوں کے باوجود منہ کی کھائی ۔ کفار و مشرکین اور دیگر بدوی سرکش قبائل نے جب بھی طاقت کی بنیاد پر امن و امان غارت کرنا چاہا تو ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے جنگیں بھی لڑنی پڑیں، جو اہل اسلام پر مسلط کی گئی تھیں، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی زمین پھر فتنہ وفساد سے بھر جاتی اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی مشکل ہو جاتی ۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے کسی مرحلہ پر بھی امن جوئی کو ترک نہیں فرمایا ۔ مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں رہنے والے قبائل سے معاہدے بلکہ مشرکین سے صلح اور امن معاہدے ایسے اقدامات تھے، جن کے سبب امن و امان کی برکتوں کو سرزمین عرب کے دُور دراز علاقوں تک پھیلا دیا گیا، بلکہ عرب سے باد شاہانِ عالم کو بھی امن وسلامتی کی دعوت پیش فرمائی گئی ۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کو مسجد والا بنایا ہے ۔ ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے قلوب پر محنت فرمائی ۔ آپ ﷺ والی مبارک محنت کے اعمال، جن سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زندگیاں بدلیں، وہ مندرجہ ذیل تھے:

- **دعوت الی اللہ**
- **تعلیم وتعلم (سیکھنا اور سکھانا)**
- **ذکر وعبادت ..... اور**
- **خدمت**

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنی 13 سالہ مکی زندگی میں دعوت الی اللہ کی محنت فرمائی، آپ ﷺ گلیوں، کوچوں، بازاروں میں تشریف لے جاتے اور عمومی و خصوصی طور پر گشتیں فرماتے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے، مختلف قبائل میں تشریف لے جاتے، حج کے موقع پر مختلف خیموں میں تشریف لے جاتے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے۔ آپ ﷺ کی محنت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے تھی، جن میں 13 سالہ مکی زندگی اور 10 سالہ مدنی زندگی کی محنت شامل ہے۔ اس محنت سے خوش ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح مکہ کے ساتھ ہی گویا پورا عرب دامانِ رسالت مآب، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ میں آگیا، فتح مکہ کا مطلب فتح عرب تھا۔ ہر طرف توحید کا پرچم لہرانے لگا۔ یہاں تک کہ کچھ ہی عرصہ میں عرب کا ہر علاقہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی دعوت سے منور ہوگیا اور چپہ چپہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن گیا۔

10 ہجری میں رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے اپنے تاریخی خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں اپنے امن مشن کی تکمیل فرمائی، وہاں امتِ مسلمہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اس امن مشن پر تیار فرما کر حکم فرمایا!

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

ترجمہ: حاضرین اس کو غائبین تک پہنچادیں۔

ساری دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے، اب اس کی ذمہ داری امتِ مسلمہ پر ہے۔ اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا، نہ کوئی امّت آئے گی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہامی کتاب نازل کی جائے گی۔ ساری اُمّت مسلمہ (مرد وعورت) اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ کے نائب ہیں

اور قرآن حکیم کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے سلسلہ کو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ پر ختم فرما دیا اور جو کام پہلے نبی اور رسول کرتے تھے وہ نیابت کا کام قیامت تک اُمتِ محمدیہ ﷺ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ مسلم اُمّہ اپنے نبی، حضور اقدس ﷺ والے کام کو کرے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انسانیت کو ہدایت عطا فرمائے گا، اور ساری دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔

☆ رحمۃ للعالمین ﷺ کا امن مشن

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی مبارک محنت سے سارا عالم امن وسلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ آپ ﷺ کے امن پروگرام کی چند جھلکیاں تحریر کی جاتی ہیں۔

(1) رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے جب دعوت الی اللہ کی محنت کا آغاز فرمایا تو کفار مکہ کی طرف سے طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، اس کے نتیجہ میں آپ ﷺ نے انہیں طاقت سے جواب نہیں دیا، صبر سے کام لیا اور قیام امن کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔

(2) قریش کے قطع تعلق کا جواب قطع تعلق سے نہیں دیا، بلکہ امن وامان کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔

(3) سفر طائف میں جب آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے وہ لوگ آپ ﷺ کی ایذا رسانی کا سبب بنے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے بددُعا تک نہ کی، بلکہ امن وعافیت کو ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اگر یہ ایمان نہیں لائے تو ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا کر دے، جو اللہ پر ایمان لانے والے ہوں۔

(4) جب قریش نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ ہجرت کے لئے مجبور کر دیا اور سفر ہجرت

کے دوران سراقہ بن مالک بن جعشم انعام کے لالچ میں پیچھا کرتے ہوئے مبتلا عذاب ہونے کے بعد امن کا خواستگار ہوا تو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اسے بھی پروانہ امن عطا فرمایا۔ (بحوالہ: زاد المعاد)

(5) مدینہ منورہ پہنچنے پر آپ ﷺ نے میثاق مدینہ اور رشتہ مؤاخات کا سلسلہ قائم کرتے ہوئے امن وسلامتی کی ایسی بنیادیں رکھیں، جو اصلاح معاشرہ کا ایسا سبب بنیں کہ آج تک تاریخ عالم میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

(6) صلح حدیبیہ کی شقوں پر غور کیجیے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے امن قائم کرنے کی خاطر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھنے کی بھی اجازت دے دی۔ (مسلم شریف)

(7) صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے سلاطین اور امراء کی طرف جو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے، ان میں بھی بنیادی موضوع قیام امن تھا، خصوصاً شاہ فارس کے نام خط میں بالکل واضح طور پر یہ عبادت موجود ہے، **اسلم تسلم** (اسلام قبول کرلو امن میں رہوگے)۔

(8) فتح مکہ، پوری انسانی تاریخ میں اتنی عظیم الشان فتح تھی، جو جان لیوا کشمکش اور بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی اور وہ بھی اس ''پرامن طریقہ'' سے کہ قتل وغارت سے اسلامی فوج کو بالکل منع کر دیا گیا اور یہ اس شہر کی بات ہے، جس میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے قدموں میں کانٹے بچھائے گئے، گلے میں کپڑا ڈال کر تکالیف دی گئیں، آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے تیار کیے گئے اور آخر کار آپ ﷺ نے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا پسند نہ فرمایا۔ بڑے بڑے جانی دشمن سامنے آئے، میری جان حضور اقدس، رحمۃ للعالمین ﷺ پر قربان ہو، آپ ﷺ نے وہی کیا، جو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور سب کو معاف فرما دیا۔

(9) رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے پاکیزہ عمل سے نہ صرف ہمارے لئے دعوت امن کی مثالیں چھوڑیں بلکہ آخری پیغام، خطبہ حجۃ الوداع میں ان تمام رسموں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جو امن و سلامتی کو درہم برہم کرنے اور معاشرے کی تباہی کا سبب تھیں۔ عربوں میں رواج تھا کہ جب کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا تو اس کا انتقام لینا خاندان والوں کا فرض بن جاتا اور سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی ادائیگی فرض کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یوں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہو جاتا اور لوگوں کے لئے امن و سلامتی کی زندگی ایک خواب بنی رہتی۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے نہ صرف اس دن اس بیہودہ رسم کے خاتمہ کا اعلان کیا، بلکہ اپنے عمل سے ہمیشہ مشعل راہ بھی دکھا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

جاہلیت کے تمام انتقامی خون باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے ربیعہ بن حارث کا خون باطل کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد)

(10) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ذمہ داری اپنی امت کو سونپ دی کہ حاضرین غائبین تک اس پیغام (دین اسلام) کو پہنچائیں کیونکہ عالمگیریت کا حامل دین صرف اسلام ہے، اب قیامت تک کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ اس وجہ سے امت مسلمہ کی یہ پہلی ذمہ داری ٹھہری کہ اپنے نبی ﷺ کے اس امن مشن **(Peace Mission)** کو ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا ہے، تاکہ ساری دنیا کے انسان امن و سلامتی سے زندگی بسر کریں، اور دوزخ کی آگ سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔

قیام امن کے لئے چند تجاویز

☆ انسانی ترقی کے لئے عزتِ نفس کا خیال ازحد ضروری ہے۔ آج دنیا میں قیام امن کی کوشش اس لئے ناکام ہو رہی کہ اس کے نزدیک حکومت وقومیت اور لسانیت، انسانیت پر مقدم ہے اور نا قابل انکار صداقت ہے کہ جب تک تقدس انسانیت کی بجائے، تقدیس حکومت وقومیت اور لسانیت کا جذبہ کارفرما رہے گا، دوسروں کی حق تلفی ہوتی رہے گی۔ ظلم و بربریت کا عفریت، انسان کے ذہن و دماغ پر سوار رہے گا اور دہشت گردی کے مظاہرے ہوتے رہیں گے۔

☆ اس دُنیا میں مذاہب اور تہذیبوں کا اختلاف امر واقع ہے، جس کو مسلح تصادم اور معرکہ آرائی سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ باہمی گفت وشنید اور افہام وتفہیم کے لئے فضا خوشگوار رکھنی چاہئے تا کہ امن وسلامتی کے ساتھ زندگی گزاری جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس نہج پر پیدا کیا ہے کہ وہ حسن اخلاق، احسان اور انصاف سے متاثر ہوتا ہے، لیکن دھونس اور دھاندلی سے اس کے اندر ضد اور خودسری پیدا ہوتی ہے۔

☆ حصول امن کے لئے پرامن اختلاف رائے اور مذہبی اظہار کی آزادی ضروری ہے، اس کے بغیر قیام امن محال ہے۔

☆ دہشت گردی کی کاروائیاں اور تشدد قابل مذمت ہیں، اس سے باز رکھنا انسانیت کی خدمت اور خیر خواہی ہے، لیکن جو بات قابل غور ہے وہ یہ کہ اگر معاملات کی اصلاح کے جائز اور معقول راستے بند کر دیے جائیں گے اور محض قوت، ہٹ دھرمی، مفاد پرستی، تعصب، مادی وعسکری برتری اور علاقائی یا عالمی بالا دستی کے مذموم مقاصد کے لئے دوسرے انسانوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جائے گا اور ناانصافی ہوتی رہے گی تو اس کا فطری ردِّ عمل ہوگا۔ اصل مسئلہ تشدد کے اسباب کی کھوج اور اصلاح کا

ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ، بموں، میزائلوں اور انسانی بستیوں پر آگ برسانے سے نہیں لڑی جاسکتی، یہ جنگ تو اسی نوعیت کی ہے جو غربت، افلاس، بیماری اور جہالت جیسے فتنوں کے خلاف لڑی جاتی ہے۔

☆ اس وقت دنیا میں قیام امن کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسلام کے تصور صلح سے زیادہ قریب ہے اور یہ ایسے معاہدے سے جو ترغیب، مسلح مداخلت اور اثر و رسوخ کے استعمال کے نتیجے میں ہو، عمل میں آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ حصول امن کی عارضی صورت اس بات کی ہے کہ دنیا کو اسلام کے تصور ''اسلام'' سے قریب کیا جائے جو کہ ایک مثبت اور دائمی امن ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب، قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے اور اسلام کو سمجھنے کے لئے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ (قرآن وسنّت) کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے ہی سارا عالم امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے، کیونکہ اسلامی نظام..... نظام الٰہی کے تابع ہے اور ساری انسانیت کے لئے خالق کائنات نے اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

☆ ہر مسلمان (مرد وعورت) اس بات کا عزم وارادہ کرلے کہ میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا امتی ہوں، میرے ذمہ میرے آقا، خاتم الانبیا ﷺ والا کام ہے، ہم اپنے آقا، سیّد الانبیاء والمرسلین ﷺ والے کام ''دعوت الی اللہ'' کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر زندگی بسر کریں۔

باب نمبر 30

حرفِ آخر

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کا ظہور ایسے حالات میں ہوا، جب دنیا کفر و ضلالت اور جہالت و سفاہت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بطحا کی سنگلاخ پہاڑیوں سے رشد و ہدایت کا ایسا ماہتاب نمودار ہوا، جس کے نور نے مشرق و مغرب، شمال و جنوب، غرضیکہ سارے عالم کے ہر گوشہ کو اپنے نور سے منور کر دیا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے 23 سال کے قلیل عرصہ میں بنی نوع انسان کو اس معراجِ ترقی پر پہنچایا کہ تاریخِ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے رشد و ہدایت، اصلاح و فلاح کی وہ مشعل امت مسلمہ کے ہاتھ میں دی، جس کی روشنی میں وہ ہمیشہ شاہراہِ ترقی پر گامزن رہی۔ امت مسلمہ کی گذشتہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت و عظمت اور شان و شوکت کے تنہا مالک ہیں، لیکن جب ان اوراق سے نظر ہٹا کر موجودہ حالات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ہم انتہائی ذلت و خواری اور افلاس و

ناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں، نہ زور و قوت ہے، نہ شان و شوکت ہے، نہ باہمی اخوت و الفت ہے۔ نہ عادات اچھی، نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال اچھے اور نہ کردار اچھے۔ ہر برائی ہم میں موجود اور بھلائی سے کوسوں دُور۔ اغیار ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور برملا ہماری کمزوری کو اُچھالا جاتا ہے۔

عالم اسلام کی حالت بد سے بدتر ہو چکی ہے اور آنے والا زمانہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک اور تاریک نظر آرہا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارا خاموش بیٹھنا اور عملی جدوجہد نہ کرنا، ایک ناقابل تلافی جرم ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ شریعت مطہرہ ایک مکمل قانون الٰہی ہے، جو ہماری دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا تا قیامِ قیامت ضامن ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم خود ہی اپنا مرض تشخیص کریں اور خود ہی اس کا علاج شروع کردیں۔ ہمارا دین ''اسلام'' ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے مکمل دستور العمل ہے اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس نازک حالت میں ہمارا دین ہماری رہبری سے قاصر ہے۔

ہمارے اسلاف کمالِ ایمان اور اعمال صالح کی وجہ سے عزت و عظمت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور ہم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے انتہائی ذلت و خواری میں مبتلا ہیں۔ ہمارے آقا، رحمۃ للعالمین ﷺ نے تو ہمیں خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تاکید کی تھی کہ تمہاری جان، تمہارا مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے، یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جاملو...... اور یہ بھی سمجھایا تھا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو..... گویا مسلمانوں کے باہمی کشت و خون کو کفر کے مترادف گردانا گیا، اب وہ لوگ جو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، مخلوق خدا کو مارنے کے لئے دھماکے کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھروں (مساجد) میں بم رکھتے ہیں،

اپنے کو کس منہ سے مسلمان کہیں گے؟

ہماری جذباتیت کا یہ حال ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور بے بنیاد افواہوں پر مشتعل ہوکر عقل وخرد کو خیرباد کہہ بیٹھتے ہیں۔تحمل کا عالم یہ ہے کہ چھوٹی سی بات بھی اگر ناگوارِ خاطر ہوتو بھڑک اُٹھتے ہیں ، حالانکہ دم اُس کی محبت کا بھرتے ہیں ، جس رحمۃ للعالمین ﷺ پر طائف میں پتھر برسائے گئے ،آپ ﷺ نے پتھر برسانے اور کانٹے بچھانے والوں کو بھی دُعائیں دیں ۔ رہا حسن اخلاق ،تو دِل آزاری کی وہ کون سی قسم ہے جو ہم میں نہیں پائی جاتی ؟ دِل آزاری ناراضگی کا سبب بنتی ہے اور اخوت کے رشتوں کو کمزور کردیتی ہے اور ہم ایسے بدنصیب ہیں کہ وہ وقتی ناراضگیوں کو دائمی کینہ بنا کر پالتے ہیں اور جب دلوں میں کینہ آجائے تو محبت مفقود ہو جاتی ہے،جبکہ محبت ،شفقت اور رحمت ہی تو اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام ہے اور اُس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت کا ایک وسیلہ ہے ،جس دِن اُس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا ۔اگر ہم اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سایہ رحمت کے طلبگار رہیں تو ہمیں باہمی محبت کو فروغ دینا ہوگا ،نفرتوں اور تعصّبات کے بتوں کو مسمار کرنا ہوگا اور ہر اُس شے، ہر اُس جذبے کی بیخ کنی کرنی ہوگی جو ہم میں تفرقہ ڈال کر باہمی آویزشوں اور منافرت کا سبب بنتی ہے۔

باہمی نفاق کی متعدد وجوہات گنوائی جاسکتی ہیں، مگر اس کا سب سے بڑا سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سرتابی ہے۔مومن تو ارشادِ خداوندی کے مطابق بھائی بھائی ہیں ،اب اگر وہ اپنے ہی وطن میں ،جس کو اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے، بھائیوں کی طرح نہیں رہ سکتے تو اس سے بڑھ کر ایمان کی کمزوری کا ثبوت اور کیا ہوگا؟ یہ اس امر کا بھی شاخسانہ ہے کہ ہم نے رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کا عطا کردہ اکسیر نسخہ تو طاق نسیاں پر چھوڑ رکھا ہے اور نو آموز عطائیوں کے نسخوں کے پیچھے بھاگ رہے

ہیں، جس کے نتیجہ میں مادہ پرستی، روحانیت پر غالب آ گئی ہے اور انسان بے اطمینانی اور مایوسی کا شکار ہو گیا ہے۔ یہ کیفیت کبھی تشدد کے بہانے تلاش کرتی ہے، لیکن اِن کی لگائی آگ بجھائے نہیں بجھتی۔

بدقسمتی سے آج دُنیا کی محبت ہمارے دلوں میں گھر کر چکی ہے، جس کی وجہ سے قلوب نورِ ایمان سے خالی ہیں۔ بے شمار وسائل ہونے کے باوجود عالم اسلام کو ہر محاذ پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ رحمۃ للعالمین، مخبر صادق ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے، حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں کفار ایک دوسرے کو تمہارے مقابلے میں (ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کے لئے) اس طرح مدعو کریں گے، جیسے دستر خوان پر کھانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! نہیں، بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہو گے لیکن بالکل بے بنیاد، جیسے سیلاب کے سامنے خس و خاشاک اور تمہارا رُعب دشمنوں کے دلوں سے اُٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں وھن پڑ جائے گا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وھن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

دُنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔ (مسند احمد)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے تو ہمیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ گناہوں سے بچنا، کیونکہ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے، لیکن ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھول کر زندگی گزار رہے ہیں، اُس کی جنت بھول گئے اور جنت کی نعمتِ عظمیٰ، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے دیدار کو بھول گئے اور گناہوں کی لذت میں لگ گئے، جس کی

وجہ سے یکے بعد دیگرے ایسے عذاب آ رہے ہیں کہ جس طرح موتیوں کا ہار ٹوٹنے کی وجہ سے اُس کے دانے گرتے ہیں۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! **"جب مالِ غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے (یعنی بیت المال اور قومی خزانہ جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کے لئے ہوتا ہے، اس کو اُمراء اور صاحبانِ منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش وعشرت کے لئے استعمال کرنے لگیں)..... اور جب امانت کا مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے..... اور جب زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جانے لگے..... اور علم کی تحصیل دین کے لئے نہیں بلکہ محض دُنیا طلبی کے لئے ہونے لگے..... اور جب مرد، عورت کی اطاعت شروع کردے..... اور جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے..... اور جب آدمی اپنے دوست کے زیادہ قریب ہو مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دُور ہو جائے..... اور جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں..... اور جس قوم کی سربراہی قوم کا فاسق انسان کرنے لگے..... اور جب قوم کا رہنما ان کا بدترین شخص بن جائے..... اور جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے..... اور جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں..... اور جب کھلے عام شرابوں کا دَور چلنے لگے..... اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن وتشنیع اور لعنت کرنے لگیں..... تو پھر تم انتظار کرو..... تند وتیز سرخ آندھی کا..... اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا..... اور زمین میں دھنسنے کا..... اور صورتوں کے مسخ ہونے کا..... اور پتھروں کے برسنے کا..... اور اللہ کی طرف سے پے در پے نزولِ عذاب کا، جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی ٹوٹ گئی ہو..... اور مسلسل دانے گر رہے ہوں"۔** (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا!

"اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو جاؤ، اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم ان میں مبتلا ہو، تو بڑی آفات میں پھنس جاؤ (1) بے حیائی کے کام (فحاشی، بدکاری) جس قوم میں کھلم کھلا، علی الاعلان ہونے لگے تو اُن میں ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوں اور (2) جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں گے اُن پر قحط، مشقت اور بادشاہ کا ظلم مسلط ہو جائے گا اور (3) جو قوم زکوٰۃ کو روک لے گی اُن پر بارش روک دی جائے گی، اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی بارش کا نہ ہو اور (4) جو لوگ معاہدوں کی خلاف ورزی کریں گے اُن پر دوسری قوموں کا تسلط ہو جائے گا اور وہ ان کے مال ومتاع لوٹ لیں گے اور (5) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف حکم جاری کریں گے، ان میں خانہ جنگی ہو جائے گی"۔

(بحوالہ: جزاء الاعمال)

ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کی ہے، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کی جب اللہ جل جلالہٗ بندوں سے انتقام لینا چاہتا ہے تو بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ (بحوالہ: جزاء الاعمال)

ابن ابی الدنیاؒ روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زلزلہ آنے کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ زنا کو امرِ مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے

ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے اور وہ زمین کو حکم فرماتا ہے کہ ان کو ہلا ڈال۔

(بحوالہ: جزاء الاعمال)

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا بادشاہ (مالک) ہوں، ان کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے، میں ان بادشاہوں کو ان پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے، میں انہیں (بادشاہوں کو) ان پر عقوبت مقرر کر دیتا ہوں۔ تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو، میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ (بحوالہ: جزاء الاعمال)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وہبؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے، میں (اللہ تعالیٰ شانہٗ) راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں، برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی تو غضبناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشتوں (Seven Generations) تک رہتا ہے۔

(بحوالہ: جزاء الاعمال)

معاشرے میں پھیلے ہوئے لسانی، گروہی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصبات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نفرتوں، تصادم، بغض و عناد، اسلامی مساوات اور عدل و احسان کے فقدان کو دیکھ کر مایوس ہونا، یوں تو فطری امر ہے لیکن اسلامی تعلیمات کے مطابق "مایوسی گناہ ہے" کیونکہ اللہ جل شانہٗ کی رحمت بے انتہا ہے اور اُس کا کرم بے حساب ہے، چنانچہ ہر فرد سے میری عرض ہے کہ تمام تر مشکلات کے باوجود، وہ یہ نہ سوچے کہ وہ بے بس ہے، کیونکہ احساسِ بے بسی اپنی انتہائی شکل میں بے عملی کا سبب بنتی

ہے۔ ہر اُس شخص کو جو اسلام سے محبت رکھتا ہے، چاہئے کہ اپنی روزمرہ زندگی اور اپنے ذاتی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی معاملات میں اس محبت کا عملی ثبوت پیش کرے اور اپنا تعارف صرف مسلمان، یعنی رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا ''اُمتی'' کہلوائے اور تبھی یہ ممکن ہوگا کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس نہج پر ڈال سکتے ہیں جو اِن رحمتوں، برکتوں اور عظمتوں کی طرف جاتی ہے، جو رحمۃ للعالمین ﷺ کے غلاموں کا مقدر ہیں۔

الحمد للہ! اسلام تو ایسا پاکیزہ اور امن و سلامتی والا دین ہے کہ اس کی مبارک تعلیمات باطل مذاہب کے معبودوں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے منع کرتی ہے۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ غیر مسلموں کو مسجد میں ٹھہراتے، ان کو ان کے طریقے پر مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے۔ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ طیبہ آیا، یہ وفد آپ ﷺ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا، اس وقت ان کی نماز کا وقت ہوگیا، اس لئے انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں ہی نماز شروع کر دی۔ بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا، مگر رحمۃ للعالمین ﷺ نے مسلمانوں کو منع کر دیا، چنانچہ عیسائیوں نے مسجد کے اندر ہی نماز پڑھی۔ (بحوالہ: زاد المعارج)

الحمد للہ! دُنیا کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ وحدہ' لاشریک کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے پاک کر کے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے۔ اسی عالی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ شانہ' نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے سیّد الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے ہر بھلائی اور برائی کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا، اب وہ کام (کارِ نبوت) جو پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

سے لیا جاتا تھا، وہ قیامت تک ''امت محمدیہ ﷺ'' کے سپرد کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط

(آل عمران: ۱۱۰)

ترجمہ: (اے اُمتِ محمدیہ ﷺ) تم بہترین اُمت ہو، تمہیں لوگوں کی نفع رسانی کے لئے بھیجا گیا ہے، تم بھلی باتوں کو پھیلاتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

الحمدللہ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے امت مسلمہ بہترین امت قرار پائی ہے۔ اس کام کی اہمیت کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، حضور اقدس ﷺ نے کسی سے کچھ بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے، میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ حضور اقدس ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا!

''لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف (بھلی باتوں کا حکم کرو) اور نہی عن المنکر (بُری باتوں سے منع کرو) مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں''۔

یہ کلمات طیبات حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف

لے آئے۔ (بحوالہ: فضائل تبلیغ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا!

''تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ اللہ جل جلالہٗ اپنا عذاب تم پر مسلط کر دیں گے، پھر تم دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی''۔

(ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب میری امت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اور وقعت اس کے قلوب سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہٗ کی نگاہ سے گر جائے گی۔

(بحوالہ: فضائل تبلیغ)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اور ضرورت کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ظاہر فرمایا ہے:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، دین کا ایسا زبردست رکن ہے، جس سے دین کی تمام چیزیں وابستہ ہیں۔ اس کو انجام دینے کے لئے حق تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اگر خدانخواستہ اس کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور اس کے علم و عمل کو ترک کر دیا جائے تو **اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ** نبوت کا بیکار ہونا لازم آئے گا۔ دیانت جو شرافتِ انسانی کا خاصہ ہے، مضمحل اور افسردہ ہو جائے گی، کاہلی اور سستی عام ہو جائے گی، گمراہی اور ضلالت کی شاہراہیں کھل جائیں

گی ، جہالت عالمگیر ہو جائے گی ، تمام کاموں میں خرابی آجائے گی ، آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی ، آبادیاں خراب ہو جائیں گی مخلوق تباہ وبرباد ہو جائے گی اور اس تباہی اور بربادی کی اُس وقت خبر ہوگی جب روزِ محشر خدائے بالا وبرتر کے سامنے پیشی اور باز پرس ہوگی''۔

(بحوالہ: مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج)

عالم اسلام اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے، اس کی بنیادی وجہ روحِ اسلامی اور حقیقت ایمانی کا ضعف ہے۔ ہمارے اسلامی جذبات فنا ہو چکے ہیں اور ہماری ایمانی قوت زائل ہو چکی ہے، ظاہر ہے کہ جب اصل چیز میں انحطاط آگیا تو اس کے ساتھ جتنی خوبیاں اور بھلائیاں وابستہ تھیں ان کا انحطاط پذیر ہونا بھی لازمی تھا۔ امت مسلمہ کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جس کام پر تمام دین کا بقا اور دارومدار ہے ، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی، جب تک اس قوم کے افراد خوبیوں اور کمالات سے آراستہ نہ ہوں ۔ پس ہمارا علاج صرف یہ ہے کہ ہم اپنے آقا، رحمۃ للعالمین ﷺ کے کام والے بن جائیں، ہم میں قوتِ ایمانی بڑھے اور اسلامی جذبات اُبھریں۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے آخری رسول ﷺ کو پہچانیں اور احکام خداوندی کے سامنے سرنگوں ہوں اور اس کے لئے وہی طریقہ اختیار کرنا ہوگا، جو سیّد الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین ﷺ نے مشرکین عرب کی اصلاح کے لئے اختیار فرمایا تھا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ اَوَّلَهَا

ترجمہ: یعنی اس امت محمدیہ ﷺ کے آخر میں آنے والے لوگوں کی ہرگز اصلاح نہیں ہوسکتی،

جب تک وہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے، جس نے ابتداء میں اصلاح کی ہے۔

(بحوالہ: مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج)

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ جب دعوتِ حق لے کر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ تنہا تھے، دنیوی کوئی طاقت آپ ﷺ کو حاصل نہ تھی۔ آپ ﷺ کی قوم میں خودسری انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی، ان میں سے کوئی حق بات سننے اور اطاعت کرنے پر آمادہ نہ تھا، بالخصوص جس کلمہ حق کی آپ ﷺ انہیں دعوت دیتے تھے۔ وہ کیا چیز تھی جس کی طرف آپ ﷺ نے مخلوق کو بلایا؟ اور جس شخص نے اس چیز کو پالیا وہ پھر ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کا ہو رہا۔ سارا عالم جانتا ہے کہ وہ صرف ایک سبق تھا، جو آپ ﷺ کا مقصود اصلی تھا، جس کو آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا ہر چیز کی عبادت کرنے سے منع فرمایا اور غیروں کے تمام بندھنوں کو توڑ کر ایک نظام عمل مقرر کر دیا اور بتلا دیا کہ اس سے ہٹ کر کسی دوسری طرف رُخ نہ کرنا اور جو راستہ آپ ﷺ کے پیروکاروں کے لئے مقرر کیا گیا ہے اُس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بیان فرمایا ہے:

ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(سورہ یوسف : ۱۰۸)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ میرا طریق یہی ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، دلیل پر قائم ہوں، میں (بھی) اور میرے پیرو بھی اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

سورہ حٰمٓ سجدہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(حٰمٓ سجدہ : ۳۳)

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی مخلوق کا بلانا، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ حق دکھلانا گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتانا، ہمارے آقا، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کا وظیفہ حیات تھا۔ اسی مقصد کی نشو نما اور آبیاری کے لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے رہے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل یہی ذمہ داری امت مسلمہ کے ہر مرد اور عورت کو ملی ہے۔ اب ساری امت مسلمہ رحمۃ للعالمین ﷺ والے کام کو اپنا کام بنا لے، اس کے لئے ہر مسلمان (مرد و عورت) امیر و غریب، حاکم و محکوم، بادشاہ و فقیر کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والی محنت کو سیکھنا ہوگا اور اسے اپنی زندگی کا مقصد بنانا ہوگا۔ اس مبارک محنت کی وجہ سے اُمتِ مسلمہ میں ''امت پنا'' آئے گا اور اُمتِ مسلمہ میں جوڑ پیدا ہوگا۔

الحمدللہ! قرآن و حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ پہلی امتوں میں جب بگاڑ آتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے نبی بھیجتے، جو لوگ اپنے وقت کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو مان لیا کرتے، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ان کو کامیاب فرما دیتے اور جو لوگ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بات کو نہ مانتے تو اللہ جل جلالہٗ ان کو ناکام فرما دیتے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل آپ ﷺ والا کام (کارِ نبوت) ہر مسلمان (مرد و عورت) کے ذمہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے امتی ہونے کی

حیثیت سے ، آپ ﷺ والا کام ، ہمارا کام ہے ۔ آپ ﷺ والے کام کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد ونصرت ہمارے ساتھ ہوگی اور وہ پاک ربّ راضی ہوکر دُنیا و آخرت میں عزتیں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کا سچا وعدہ ہے کہ روئے زمین کی بادشاہت وخلافت ایمان والوں کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

(النور: ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کئے کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت دے گا۔

رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ والی پاکیزہ محنت کے لئے جو مسلمان مرد اور عورت) اپنی جان ، مال اور وقت لگا رہا ہے ،وہ اپنا اور ساری امت کا فائدہ کررہا ہے ،لیکن جو مسلمان اس جدوجہد میں نہیں لگا ہوا ،وہ اپنا اور پوری امت کا نقصان کررہا ہے ۔امت مسلمہ نے سب سے بڑا جرم یہ کیا کہ دُنیا کے سارے کاموں کا اپنا کام سمجھا ، لیکن آقائے نامدار ،سیّد الانبیاء والمرسلین ، رحمۃ للعالمین ﷺ والے کام کو اپنا کام نہیں سمجھا..... ہمیں اس جرمِ عظیم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توبہ کرنی چاہئے اور اپنے آقا ﷺ والی محنت (دعوت الی اللہ) کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہئے۔

عزیز مسلمان بھائیو اور بہنو! ہمارے پیارے نبی حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے جاںنثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دین کو زندہ کرنے کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا ،اس کے برعکس ہم دُنیا اور اس کی چیزوں کی مشغولی کی وجہ سے اپنے آقا ، رحمۃ للعالمین ﷺ کے کام کو ہی بھول گئے ،جس کی وجہ سے امت مسلمہ مختلف

مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہوگئی ہے، باوجود اس کے کہ ہماری تعداد بہت ہے اور مال واسباب کی فراوانی ہے۔ ہمیں بھولنا نہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اُس پاک ذات نے ہمیں سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل آپ ﷺ والی عالمی محنت عطا فرمائی اور تمام اقوامِ عالم کی قیادت کے منصب پر فائز فرمایا ہے۔ ساری انسانیت ہدایت پر آجائے اور ساری دُنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے، یہ صرف اور صرف رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ والی عالی محنت سے ہی ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں آپ ﷺ والی محنت کو سیکھنا ہوگا اور آپ ﷺ والی محنت کو پوری امت میں زندہ کرنے کی محنت اور جد وجہد میں لگنا ہوگا تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام اور آپ ﷺ کے نورانی طریقے ہمارے جسموں میں، ہمارے گھروں میں، ہمارے خاندانوں میں، ہمارے معاشرہ میں، ہمارے ملکوں میں، بلکہ ساری دُنیا میں زندہ ہو جائیں۔ جب ہم اپنے آقا، حضور اقدس ﷺ والی پاکیزہ فکر کو اپنی فکر بنائیں گے کہ ساری دُنیا کے انسان جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں اور اس سلسلہ میں محنت وکوشش کریں گے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خوش ہوکر اپنی قدرتِ کاملہ سے ہمیں، ہماری اولادوں کو، ہماری نسلوں کو، پوری امت کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی ہدایت عطا فرمائے گا اور ساری دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ (انشاء اللہ العزیز)

الحمد للہ !

اللہ تبارک وتعالیٰ نے احسانِ عظیم فرمایا کہ اس دور میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ والی مبارک محنت کو شروع فرما دیا ہے، اب ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس محنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ اس مبارک محنت کو اختیار کرنے کی وجہ سے

اللہ جل شانہ' دُنیا میں بھی خیر و برکات عطا فرمائے گا اور اصل کامیابیاں آخرت میں ملیں گی ۔ حدیثِ مبارکہ کا مفہوم ہے:

''جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت آئے گا، چونکہ اس وقت اطاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جائے گی، پھر اس کی برکتیں عود کر آئیں گی، یہاں تک کہ حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اُس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے، انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا''۔

(بحوالہ: جزاء الاعمال)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ذات ساری امت مسلمہ کو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے ۔ (آمین)

(بجاہِ رحمۃللعالمین ﷺ)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ماخذ

☆ قرآن مجید
☆ تفسیر معارف القرآن — مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ
☆ تفسیر ماجدی — مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
☆ معارف الحدیث — مولانا محمد منظور نعمانیؒ
☆ سیرۃ النبی ﷺ ابن ہشام (اردو ترجمہ) — سیّد یٰسین علی حسنی نظامی دہلویؒ
☆ سیرۃ النبی ﷺ — علامہ شبلی نعمانیؒ، سیّد سلیمان ندویؒ
☆ رحمتِ عالم ﷺ — سیّد سلیمان ندویؒ
☆ رسولِ وحدت ﷺ — سیّد سلیمان ندویؒ
☆ رحمۃ للعالمین ﷺ — سیّد ابوالحسن علی ندویؒ
☆ سیرۃ المصطفےٰ ﷺ — مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
☆ سیرۃ رحمۃ للعالمین ﷺ — قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ
☆ رسولِ رحمت ﷺ — ریاض احمد سیّد
(انسٹی ٹیوٹ آف سیرت سٹڈیز، اسلام آباد، پاکستان)
☆ خصائل نبوی ﷺ (شرح شمائل ترمذی) — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
☆ اسوہ رسولِ اکرم ﷺ — ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ
☆ رحمتِ کائنات ﷺ — قاضی محمد زاہد الحسینیؒ
☆ سیرت خاتم الانبیا ﷺ — علامہ صدر الدین الرفاعی المجددیؒ
☆ سیرۃ امام الانبیا ﷺ — مولانا محمد منیر قمر (متحدہ عرب امارات)
☆ محبوب ﷺ کا حسن و جمال — مفتی محمد سلیمان قاسمیؒ
☆ عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات — حافظ مومن خان عثمانی مدظلہٗ
☆ اسمائے نبوی ﷺ — سیّد آل احمد رضویؒ
☆ الرحیق المختوم — مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری
☆ سیرت طیبہ — مولانا مفتی حبیب اللہ

کتاب	مصنف
☆ حجۃ اللہ البالغہ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
☆ فتح المجید (اُردو ترجمہ: **هداية المستفيد**)	العلامہ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن الشیخؒ (**المملكة العربية السعوديه**)
☆ مختارات حکیم من کلام سیّد المرسلین ﷺ	مولانا حکیم عبدالقدوس صدیقی مہاجر مدنی
☆ وہ عہد کا رسول ﷺ مسئلہ ختم نبوت ازروئے بائبل اور قرآن	انجمن اشاعت الاسلام، ڈسکہ (پاکستان)
☆ فضائل اعمال	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
☆ فضائل درود شریف	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
☆ منتخب احادیث	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
☆ حیاۃ الصحابہؓ	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ (اُردو ترجمہ) مولانا محمد احسان الحق مدظلہ
☆ ترجمان السنہ	مولانا سیّد بدر عالم مدنیؒ
☆ حجاب (پردہ کے شرعی احکام)	ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی مدظلہ
☆ شرعی حدود وقصاص	مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ
☆ اختلاف اُمت اور صراط مستقیم	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ شرعی پردہ	مولانا قاری محمد طیبؒ
☆ جزاء الاعمال	حکیم الامت مولانا سیّد اشرف علی تھانویؒ
☆ مظاہر حق (جدید)	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوریؒ
☆ ردّ قادیانیت کے زریں اُصول	مولانا محمد منظور احمد چنیوٹیؒ
☆ احتساب قادیانیت	مولانا لال حسین اخترؒ
☆ شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی	محمد طاہر رزاق مدظلہ
☆ تحریک بین المذاہب (اسلام کے آئینہ میں)	مولانا مفتی محمد صدیق مدظلہ
☆ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ	پروفیسر غلام رسول مہر
☆ فہم القرآن	ڈاکٹر خالد علوی ... اور ... محمد احمد زبیری
☆ اسلامی معلومات	مولانا محمد غفران
☆ قصص الانبیاء	مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ (اُردو ترجمہ) ڈاکٹر کرنل فیوض الرحمٰن

★ تعلیم الاسلام	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
★ آئینۂ نظریہ حیات	پروفیسر ڈاکٹر خورشید احمد
★ آئینۂ اسلامیات	پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ
★ اسلام اور مذاہب عالم	محمد اسرار الرحمٰن بخاری
★ دُنیا جنگوں کے دہانے پر	محمد عبدالمجید صدیقی (ایڈووکیٹ)
★ تاریخ اسلام (عہد رسالت ﷺ وخلافت راشدہ)	پروفیسر شیخ محمد رفیق
★ تاریخ اسلام (کامل)	مولانا محمد میاں
★ مقالاتِ سیرت	وزارتِ مذہبی اُمور (حکومت پاکستان)
★ خطباتِ جمیل	مولانا محمد طارق جمیل مدظلہٗ
★ انوار القرآن	پروفیسر حافظ محمد ادریس ... اور پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر
★ افہام القرآن	پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز چوہدری
★ افہام الحدیث والفقہ والتاریخ	پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز چوہدری
★ مثالی تہذیب وتمدن	پروفیسر محمد شریف اصلاحی
★ اسلام اور مذاہب عالم	اسرار الرحمٰن بخاری
★ قبر کی زندگی اور موت کے چند مناظر	ڈاکٹر نور احمد نور (ملتان، پاکستان)
★ Spirit of Islam	جسٹس سیّد امیر علی

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

تعارف

نام..... محمد اسلم۔ قلمی نام ''گل'' بمعنی ''مٹی'' ہے۔ 22/اکتوبر 1959ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔
1976ء میں گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول فیصل آباد سے میٹرک کیا اور 1980ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے بی اے کیا۔
بعد ازاں 17ویں او ٹی ایس کورس کے ذریعے پاکستان کی مسلح افواج میں کمیشن حاصل کیا اور توپ خانے کی مایہ ناز یونٹ ''22 فیلڈ رجمنٹ آرٹلری'' میں بحیثیت سیکنڈ لیفٹیننٹ شمولیت اختیار کی۔ اِن دنوں فوجی فاؤنڈیشن ویلفیئر ڈویژن (ایجوکیشن) کے ایک پراجیکٹ میں ''Manager'' کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

الحمدللہ! دل میں آرزو تھی کہ اپنے آقا، رحمۃللعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ پر کچھ لکھوں، محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس پاک رب کی توفیق سے عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر سیرت طیبہ کا گلدستہ کتاب ہٰذا ''**رحمۃللعالمین ﷺ اور امنِ عالم**'' کی شکل میں تیار ہو سکا، جس پر میں اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ شُکْرُ

الحمدللہ! کتاب ہٰذا میرے آقا، حضور اقدس ﷺ کی سیرت ہے، جنہوں نے بھولے ہوئے انسانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا تعارف کروایا اور صرف اُسی کی چوکھٹ پر جھکنے کا سلیقہ سکھایا، جن کی بدولت ظلمت بھری دنیا میں اجالا ہوا، جن کی مبارک محنت سے سارا عالم امن و سلامتی کا گہوارہ بنا، جن کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور جن کا اسوہ حسنہ ساری انسانیت کے لئے آج بھی مشعلِ راہ ہے۔

اللہ کریم سے دُعا ہے کہ وہ ذات ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے، بھائی رفیق احمد میمن (صدر لقمان جی ایجوکیشنل سوسائٹی، حیدرآباد)، رانا محمد ارشد (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) حیدرآباد اور جن احباب نے کتاب ہٰذا کی اشاعت کے لئے تعاون فرمایا، انہیں اپنے شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (بجاہِ رحمۃللعالمین ﷺ)

بندہ عاجز و بے نوا

محمد اسلم گل، میجر (ریٹائرڈ)

۲/رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

بمطابق 24/اگست 2009ء

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ